لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

وقت سے پہلے طوفان کا اندازہ

ہم نے پہلے بھی کہا ہے اور اب پھر کہتے ہیں کہ مسلمان وقت سے پہلے طوفان کا اندازہ کرلیں، اور یہ سمجھ لیں کہ انکو ایسی تعلیم درکار ہے، جس سے مسلمان مسلمان بھی باقی رہیں، اور اس راہ میں جو غفلت سرکاری مدارس کے پہلے دور میں ان سے ہوچکی ہے۔ وہ اس آنے والے دور میں نہ ہو.... تعلیم کی اہمیت بہت بڑی ہے۔ یہی وہ سانچہ ہے جسمیں ملت کے نوجوان افراد ڈھل کر نکلتے ہیں، انکی ذہنی تربیت، اخلاقی نشو و نما، دماغی استعداد اور قلبی قوتِ یقین، یعنی ساری ذہنیت اس کے ذریعہ بنائی اور بگاڑی جاسکتی ہے۔ امت کو جیسے افراد کی ضرورت ہے، وہ اسی کے ذریعہ تیار ہوتے ہیں اور ہوسکتے ہیں۔ خوب سمجھیے کہ ہندوّیت کی طرح اسلامیّت کوئی قومیت یا وطنیت نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذہنی یقین اور اعمال و اخلاق کے ایک خاص طریق کا نام ہے، جس کی بقا تعلیم و تربیت کے سوا اور کسی ذریعہ سے ممکن ہی نہیں۔ اس کی بقا کے لیے تعلیم و تربیت کے ایک خاص نظام کی ضرورت ہے، جو مسلمانوں کے مسلمان رہنے اور بننے میں مدد دے۔ — مولانا سید سلیمان ندویؒ (سلوک سلیمانی)

کتابت (سرورق): ابراہیم شرا

۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء

سالانہ چندہ: تیس روپے

فی شمارہ ۱/۵۰

Regd No. LW/NP 56

Phone : 72336 73064

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

جب خریدیں تب اصلی

نقلی نورانی تیل ہرگز نہ خریدیں

* اگر نورانی تیل کے لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77 چھپا ہے تب اصلی ہے
* اگر کیپسول پر LT ٹریڈ مارک ہے تب مئو کا اصلی نورانی تیل ہے۔

اکثر دوکاندار دو کوڑی والا نقلی نورانی تیل بیچتے ہیں۔ نقلی بنانیوالے اپنا صحیح نام پتہ چھپاکر غلط طور سے ہمارا مئوناتھ بھنجن کا پتہ لکھ فراڈ کرتے ہیں اور ہمارے اصلی نورانی تیل اور ٹریڈ مارک کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، اگر نورانی تیل کے لیبل اور کیپسول پر مذکورہ علامات نہیں ہیں تو بالکل نقلی اور جعلی ہے، ڈرگ انسپکٹر سے اسکی جانچ کرالیں، دوکانداروں کے فریب میں نہ آئیں۔ مذکورہ پہچان دیکھ کر ہمیشہ مئو کا اصلی نورانی تیل خریدیں۔

نورانی تیل — درد، زخم، چوٹ کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی مئوناتھ بھنجن۔ یو۔پی

بمبئی میں نفیس اور عمدہ چائے کے تھوک و خردہ فروش

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

Mall Bazar, BOMBAY

Phone 862220

بی بلڈنگ، ایس۔وی
مل بازار
بمبئی ۳

جہاد نو (بے بی ٹانک)
بچوں کے تمام اعضا کو طاقت بخشتا ہے اور دانت نکلنے کی تکلیف سے محفوظ رکھتا ہے

دماغین
تمام دماغی کام کرنے والوں کے لئے نایاب تحفہ

شربت نزلہ
کھانسی، زکام، نزلہ کے لئے

ون صفا

چند مشہور اور پیٹنٹ دوائیں

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

مجلس تشخیص و تجویز کو اپنی بیماری کے حالات لکھ کر طبی مشورہ مفت حاصل کیجئے

بمبئی میں

خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور

مٹھائیاں اور حلویات

سلیمانی افلاطون

ڈرائی فروٹ برفی

کیک • قلاقند • ملائی • برفی • کوکو ملائی برفی

ہر قسم کے تازہ و خستہ

بسکٹ

اور

نان خطائیاں

سلیمان عثمان مٹھائی والے

مینارہ مسجد کے پیچھے، بمبئی

فون 320050

برانچ: ۳۳۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳

پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے امیت آفسیٹ، گولہ گنج لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات، ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔

تعمیرحیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

مجلس صحافت ونشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۳ | ۲۵ر ستمبر ۱۹۸۶ء مطابق ۲۰ر محرم الحرام ۱۴۰۷ھ | شمارہ نمبر ۲۲

نگرانِ اعلیٰ

مولانا ابوالعرفان ندوی

مجلس ادارت

شمس الحق ندوی

محمود الأزہار ندوی

خط وکتابت کا پتہ:

نیجر "تعمیرحیات"

پوسٹ بکس نمبر ۹۳

ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ۔ انڈیا۔

زرِ تعاون

سالانہ :	تیس روپے
ششماہی :	بیس روپے
فی پرچہ :	ایک روپیہ پچاس پیسے

بیرونِ ملک

بحری ڈاک، اجملہ ڈاک : ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک

ایشیائی ممالک :	۲۰ ڈالر
افریقی ممالک :	۲۰ ڈالر
یورپ وامریکہ :	۲۰ ڈالر

نوٹ

چیک، ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیرحیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپکا چندہ ختم ہوچکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ تیس روپے ارسال فرمائیے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں

اداریہ

اسلام
مخلوق کے لیے پیغامِ رحمت ہے

—— محمود الأزہار ندوی

مخلوق پر اسلام کی رحمت وشفقت بے پایاں اور لامحدود ہے اس نے پوری انسانیت اور ساری مخلوق کو خدا کا کنبہ قرار دیا ہے۔ اور تمام مخلوق کے ساتھ نیکی وبھلائی کا حکم دیا ہے: الخلق کلهم عيال الله فأحب الخلق عند الله من أحسن الى عياله (۱) (ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ مخلوق وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ نیکی کرے) اسلام نے تمام انسانوں کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے۔ انسان کو انسان کا بھائی بتایا اور بھائیوں کی طرح اتحاد واتفاق کے ساتھ رہنے کا طریقہ بتایا۔ ان کے ساتھ رحم وکرم اور مصیبت میں کام آنے کا حکم دیا۔ حقوق العباد کو ادا کرنے اور عدل وانصاف کو قائم کرنے کا حکم دیا، عفو ودرگذر، احسان وسلوک، نیز رحم ونرمی اور لطف ومدارات سے پیش آنے کو دین کا جزء بتایا۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، یتیموں کے حقوق، والدین کے حقوق اور حسنِ معاشرت کے آداب بتائے، پڑوسیوں اور مسلمانوں کے باہمی حقوق، عام انسانی برادری کے حقوق، حتیٰ کہ حیوانات کے حقوق بتائے جانوروں کو ستانا اور ان کو ایذا پہونچانا گناہ قرار دیا، اور ان کو آرام پہونچانا کارِ ثواب بتایا۔ غصہ اور جھنجلاہٹ میں لعنت بھیجنے کی ممانعت کی، حتیٰ کہ حالتِ جنگ میں فوجیوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ پھلدار درختوں کو نہ کاٹیں، نخلستانوں کو نہ جلائیں، الغرض اسلام نے کائنات کی ہر شئی چاہے وہ انسان ہوں یا حیوان، شجر ہوں یا حجر، وہ سب کو حق دیتا ہے۔ اور اسلام کا جذبہ خیرخواہی وملاطفت، تعاون علی البر اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی ودستگیری کی آئینہ دار وہ حدیث قدسی ہے۔ جس سے انسانیت کی بلندی اور خدا سے اس کا قرب وتعلق عیاں ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا: اے فرزندِ آدم میں بیمار ہوا تو مجھے دیکھنے نہیں آیا۔ بندہ کہے گا پروردگار میں تیری عیادت کیا کر سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا میرا فلاں بندہ بیمار پڑ گیا تھا تو اس کی عیادت کو نہیں گیا۔ تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ پھر ارشاد ہوگا اے فرزندِ آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ بندہ عرض کرے گا: پروردگار میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا: کیا تجھے اس کا علم نہیں ہوا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے اسے نہیں کھلایا، کیا تجھے اس کی خبر نہ تھی کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا، اے فرزندِ آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے رب العالمین میں تجھے کیسے پانی پلا سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا: تجھ سے میرے فلاں بندہ نے پانی طلب کیا تھا تو نے اسے پانی نہیں دیا۔ تجھے اس کا پتہ نہیں چلا کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا (۲)۔

اسلام نے وحدتِ انسانی کا نقش دلوں پر بٹھانے اور انسانیت کا احترام دلوں میں پیدا کرنے کے لیے سعیِ بلیغ کی اور ہر ایک کو دوسرے کی تکلیف میں شریک اور رنج وغم میں غمگسار بنایا۔ اور ان کو جسم کے مختلف اعضاء کی طرح بتایا کہ ایک عضو میں تکلیف سے دوسرے میں تکلیف ہوتی ہے: قال رسول الله صلعم مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى (۲) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے ایک دوسرے سے محبت کرنے، رحم کھانے اور شفقت کرنے کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ جب ایک عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو سارے اعضاء بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسلام مسلمانوں کو ایک عمارت کا جزو قرار دیتا ہے جس سے الگ ہونے سے عمارت میں کمزوری آجاتی ہے اور عمارت سے ملے رہنے سے عمارت کو مضبوطی اور استحکام ملتا ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضهم بعضاً (۴) (ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔)

مذکورہ بالا تعلیمات نبوی کی روشنی میں ہم مسلمانوں کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہمارے اعمال وعادات واطوار کیا رسول کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ کیا ہم حقوق اللہ کو پورا کرتے ہیں، کیا حقوق العباد ادا کرتے ہیں، کیا معاملات میں اللہ کی مرضی پر چلتے ہیں کیا شب وروز میں اس کی رضا کے جویا ہوتے ہیں؟ اس پر ہمارا عمل اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں ہم

نائیجیریا میں ایک نئے متنبی کا ظہور

ڈاکٹر سید محتشم احمد ندوی، پروفیسر شعبۂ عربی، کالی کٹ یونیورسٹی، کیرالا

نائیجیریا کے پڑوسی ممالک میں بھی مسلمانوں کی تعداد قابلِ لحاظ ہے، بلکہ چاڈ اور نیجر مسلم اکثریت کے ملک ہیں۔ ان میں ایک ملک کیمرون ہے۔ کیمرون سے ایک شخص محمد مروا نائیجیریا آگیا۔ یہ شخص عربی، فرنچ اور ہاؤسا (جو نائیجیریا کے مسلمانوں کی زبان ہے) سے واقف تھا۔ اس نے ایک مصلح کا لباس اختیار کیا۔ قرآن مجید کی تعلیم دینے لگا۔ ساتھ ہی اس نے ایک طریقہ یہ اختیار کیا کہ امیروں سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرکے غریبوں میں تقسیم کر دیتا تھا اس کی وجہ سے اسکو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کے معتقدوں اور شاگردوں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ اب اس نے غلام احمد قادیانی کی طرح دھیرے دھیرے نبوت کی طرف قدم بڑھایا۔ اس پر وحی آنے لگی اور جبرئیل علیہ السلام آنے لگے۔ اس ڈھونگ میں کچھ جاہل اور ضعیف العقیدہ اس کے ساتھ ہوگئے۔ استاذ گرامی مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی رحمۃ اللہ علیہ یہ قول سناتے تھے کہ حضرت سید سلیمان ندوی نے ایک بار فرمایا کہ اگر ایک شخص ایک گدھا لے کر چوراہے پر کھڑا ہو جائے اور کہے کہ یہ گھوڑا ہے لوگ پہلے تو اس کا مذاق اڑائیں گے اور اس کو بے وقوف بنائیں گے مگر وہ کہتا جائے اور اپنے دعوے پر جما رہے تو کچھ لوگ کہنے لگیں گے کہ ہاں گھوڑا معلوم تو ہوتا ہے اور بالآخر وہ گھوڑا بن جائے گا۔ اس تمثیل میں عوامی ذہنیت کی ترجمانی مقصود ہے۔ میں نے ایک بار مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی سے دریافت کیا کہ غلام احمد قادیانی کے واضح علاماتِ کذب وافتراء کے باوجود کیسے خواجہ کمال الدین اور مولانا محمد علی لاہوری دھوکہ کھا گئے۔ مولانا نے بڑا عمدہ جواب دیا اور فرمایا کہ دین کی عقل الگ ہوتی ہے۔

غرض محمد مروا کی نبوت پروان چڑھتی رہی جب اس کا ایک بڑا گروہ بن گیا تو اس نے لوگوں کو خوفزدہ کرنا شروع کیا۔ اس کے امتی دہشت پھیلانے کے لیے مخالفین کو قتل کرکے کنوئیں میں ڈال دیتے تھے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ عرب ملکوں کے علاوہ اکثر اسلامی ممالک میں مدعیانِ نبوت موجود ہیں اور ان کو غیر ملکی طاقتوں کے علاوہ خود ان ملک کی حکومتیں ہوا دیتی ہیں۔ نائیجیریا میں قیام سے قبل اخباروں میں پڑھتا تھا کہ انتہا پسند مذہبی گروپ نے فساد برپا کر دیا اور اتنے آدمی مرگئے۔ اس وقت ان خبروں سے حقیقی کیفیت کا علم نہیں ہوتا تھا۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ تصادم دو مسلمان گروہوں کے درمیان ہوتا ہے مگر وہاں قیام کے بعد معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی طرح مذکورہ بالا مدعیٔ نبوت محمد مروا میٹیسینی (MATISINI) اس فتنہ گری اور قتلِ عام کا باعث تھا اس نے نائیجیریا میں آکر قیام کیا اور یہاں دعوائے نبوت کیا اس کے عقائد کیا ہیں؟ عبادات میں کیا انداز ہے ان سب امور کا پتہ نہ چلا سکا۔ مگر یہ معلوم ہوا کہ یہ ایک پراسرار پارٹی ہے جو پہلے اندر اندر کام کرتی ہے اسلحے جمع کرتی ہے۔ نوجوانوں کو تیار کرتی ہے اور پھر اچانک مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیتی ہے، گھروں کو یہ لوگ آگ لگا دیتے ہیں۔ بالآخر مسلمان بھی اٹھ پڑتے ہیں اور ان کا قلع قمع کرتے ہیں۔ مگر وہ چونکہ منظم اور تیار ہوتے ہیں اور برسوں تیاری کرتے ہیں، کسی ایک علاقہ کو پہلے منتخب کرتے ہیں پھر دھیرے دھیرے اسلحوں کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اچانک بس مجنونوں کی طرح قتل عام شروع کر دیتے ہیں جو سامنے آتا ہے اس کو مار دیتے ہیں۔ یہ عجیب وغریب کیفیت ہے۔

میرے سامنے "گنگولا" صوبہ میں ۲ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ فوج نے ان پر قابو پایا۔ اس سے قبل کانو شہر میں انھوں نے زبردست قتل عام شروع کر دیا۔ حکومت ۵ ہزار مقتولین کی تعداد بتاتی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ ۱۰-۱۵ ہزار سے کم مسلمان نہ قتل ہوئے ہوں گے۔ مگر فتنۂ عام میں کسی نے خود محمد مروا میٹیسینی کو بھی قتل کر دیا۔ خیال تھا کہ اس کے قتل کے بعد شاید یہ فتنہ دب جائے مگر صوبہ "گنگولا" میں اس کے انتقال کے دو برس بعد یہ فتنہ اٹھا اور اس کے امتیوں نے اسی نہج پر قتل عام کیا۔ اب حکومت سی۔ آئی۔ ڈی کے ذریعہ معلوم کرتی رہتی ہے کہ ان کا رخ کدھر کو ہے فوراً میٹیسینی گروپ کے ممبروں کو گرفتار کر لیتی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ لوگ جہاں کہیں قرآن مجید پاجاتے ہیں اس میں محمد (ص) نام کو محمد مروا میٹیسینی بنا دیتے ہیں۔ نیجریا میں یہ بڑا فتنہ ہے۔ مگر لوگ خصوصاً مسلمان وہاں کے اتنے نیک اور سیدھے سادے ہیں کہ اس فتنہ کے خلاف کوئی منظم کام نہیں کرتے۔ اتنی منظم دہشت پسند پارٹی کا مقابلہ اسی سطح پر تنظیم سے ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ اس جماعت کے پاس کوئی لٹریچر نہیں ہے کوئی ان کا ادب نہیں ہے، کوئی رسالہ ان کا شائع نہیں ہوتا۔ میٹیسینی کے ماننے والے زیادہ نہیں ہیں۔ ان کی تعداد ۲۰-۲۵ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی مگر چونکہ وہ دہشت پسند ہیں اس لیے اتنے اشخاص بھی تنظیم کرکے معاشرہ کو پریشان کر سکتے ہیں۔

اگر حکومت سختی برتے ان تمام دہشت پسندوں کو میٹیسینی کی امت کو خلافِ قانون قرار دے کر جیلوں میں بھر دے تو یہ فتنہ آسانی سے ختم ہو جائے۔ حکومت کا رویہ قابلِ تعریف ہے وہ فوج بھیج کر حالات پر قابو پالیتی ہے۔ ایران کی شاہی حکومت نے بہائیوں کو ہوا دی۔ نائیجیریا کی حکومت قادیانیوں کی پرورش کر رہی ہے وہ خوب ترقی کر رہے ہیں۔ انھوں نے زبردست تبلیغی اور تعلیمی مراکز قائم کر لیے ہیں۔ دوسری طرف یہ میٹیسینی فتنہ بھی اندر اندر پھیل رہا ہے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اس فتنہ سے ڈرتے ہیں۔ ایک بڑے عالم سے میں نے بات کی وہ اس فرقے کے عقائد سے ناواقف تھے مگر بار بار اس کے قتل عام کا ذکر کرتے رہے۔ وہ جس مقام کو قتل عام کے لیے منتخب کرتے ہیں، وہاں لاریوں میں بھر بھر کر نوجوانوں کو بھیجتے ہیں۔ اور کافی تیاری کرتے ہیں

میرا خیال ہے کہ یہ میٹیسینی فتنہ خود ہی ختم ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے پاس کوئی لٹریچر نہیں ہے، مشن نہیں ہے اور ادارے نہیں ہے۔ پھر بھی نائیجیریا کے مسلمانوں کو اس فتنہ کے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ علاوہ مذہب کے یہ خود ملک میں امن وامان قائم رکھنے اور معصوم انسانوں کو بلا وجہ قتل سے بچانے کے لیے حکومت کو سخت اقدام کرنا چاہیے۔

محمد مروا میٹیسینی ایک عربی داں عالم تھا اس نے پہلے قرآن مجید پڑھانا شروع کیا وہ فرانسیسی اور ہاؤسا زبانوں سے واقف تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے ایک مصلح کا انداز اختیار کیا۔ امیروں سے زکوٰۃ وصول کرکے غریبوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ جس سے لوگوں پر بڑا اچھا اثر پڑتا تھا اس طرح اس کے معتقدین بڑھنے لگے اس کو سفر کا بھی بڑا شوق تھا۔ مختلف مقامات پر جاتا اور اپنے معتقدین بڑھاتا۔ پھر اس نے اپنے کو نبی کی شکل میں پیش کرنا شروع کیا اس کے پاس وحی آنے لگی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آنے لگے، دراصل ہوتا یہ ہے کہ جب معتقدین کا ایک حلقہ بن جاتا ہے تو وہ لوگ سب تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں۔ خاصی تعداد ہو جانے پر اس نے پلان بنایا کہ حکومت پر قبضہ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے شہر "کانو" آکر وہاں قیام کیا۔ لوگوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے قتل عام شروع کر دیا۔ اس مجنونانہ حرکت سے سارے شہر میں دہشت پھیل گئی۔ پولس بھی ہمت ہار گئی اور وہ قابو نہ پاسکی، فوج نے آکر حالات پر قابو پایا اور اس نے گولیاں برسائیں۔ کہتے ہیں کہ ایک گولی محمد مروا میٹیسینی کے پیر میں لگی۔ اس نے حکم دیا کہ اس کا جنازہ تیار کیا جائے حالانکہ وہ زندہ تھا۔ اگرچہ کرفیو لگا ہوا تھا مگر فوج والے جنازہ لے جانے کو منع نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اس زندہ شخص کا جنازہ اٹھا اور اس کے ساتھ ۵۰۰ آدمی چلے۔ جب یہ لوگ نکلے تو فوج نے سوچا بھی نہیں کہ اس جنازہ میں محمد مروا ہوگا۔ یہ لوگ شہر کے باہر نکل گئے اور چند میل کے فاصلہ پر جاکر ایک گاؤں پر قبضہ کیا اور گاؤں والوں کو باہر نکال دیا، مگر وہاں جاکر مروا میٹیسینی مرگیا اس لیے کہ اس کے زخم سے خون زیادہ نکل گیا تھا۔ قبل اس کے کہ اس کے مریدین اس کو دفن کریں، حکومت کو اصل حال معلوم ہو گیا۔ فوراً فوج نے جاکر اس گاؤں کو گھیر لیا۔ اس کے معتقدین کو منتشر کر دیا اور اس کی لاش کانو لے آئے۔ اس کو دفن کرتے اور قبر بنانے سے یہ خطرہ تھا کہ اس کے امتی اسکو قبلہ گاہ بنا لیتے اور ایک مستقل مصیبت پیدا ہو جاتی۔ لہٰذا فوج نے اس کی لاش کو تین دن بعد جلا ڈالا۔ تاکہ نام ونشان باقی نہ رہے۔ اس طرح ان لوگوں کا کوئی مرکز نہ بننے پایا۔

بہرحال حکومت کے سامنے اور مسلمانوں کے معاشرہ میں نائیجیریا میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ کس طرح عام مسلمانوں کو قتل عام سے بچایا جائے اور امن وامان قائم کیا جائے اولاً تو یہ لوگ تیاری خفیہ کرتے ہیں اور اچانک قتل عام شروع کر دیتے ہیں۔ مگر آج تک میں یہ نہ سمجھ سکا کہ اس کا حاصل کیا ہے؟ فتنہ وفساد برپا کرنے کے علاوہ اس مجنونانہ کیفیت کا کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔

تعمیرحیات پڑھئے اور دوستوں کو پڑھائیے

بڑی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی اقلیت میں ہیں جہاں ہمارا وجود خطرہ میں ہے جہاں ہمارا مذہب خطرہ میں ہے جہاں ہماری ثقافت خطرہ میں ہے اور آئے دن اس کے خلاف ریشہ دوانیاں کی جاتی ہیں جہاں شرپسندوں کو چھوٹ ہے کہ وہ ان کے خلاف زہر اگلیں انکی املاک تباہ کریں ان کے سکون کو غارت کریں ان کی عبادت گاہوں اور قابل احترام جگہوں کی بے حرمتی کریں ان کی اقتصادیات کو تباہ کریں اور ایک زخم مندمل نہ ہونے پائے کہ دوسرا زخم لگائیں ان کے کردار کو مجروح کریں۔ ان کے محاسن کو رذائل بناکر پیش کریں، ان کی تاریخ کو مسخ کرکے پیش کریں، ان کو تعلیمی طور پر پسماندہ کریں اور ان کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنائیں۔ کیا انہوں نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ اس لیے لڑی تھی کہ وہ ترشول کا نشانہ بنیں اور اکثریت کے احساس کمتری کا شکار ہوں۔ ایسے مخالف اور ناساز گار حالات میں بلکہ طوفان زدہ ماحول میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں دوچند ہوجاتی ہیں ان کو ایک طرف اپنے تشخص کی بقا کی جدوجہد کرنا ہے اخلاق و عادات اور حسن سلوک میں امتیاز پیدا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مکمل تابعداری میں رہنا ہے امت کی مصلحت کو مقدم رکھنا ہے ذاتی مصالح کو قربان کرنا ہے اور خالص دینی و ملی مسائل میں اعتماد و شعور اور دانشمندی کا مظاہرہ کرنا ہے اور علم و عمل کی مقناطیسیت قائم کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ عمل باعث رشد و ہدایات ہے اور ہمارا وجود موجب خیر و برکت ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بات اس وقت ممکن ہے جب اکثریت مسلمانوں کو قریب سے دیکھے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اپنے اندر کا چھپا چور، احساس کمتری کو دور کرے کاش ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا اور اسلام کی بے پایاں اور لامحدود شفقت اور رحمت کو سمجھنے لگتے اور خدا کے کنبہ میں آجاتے اور خدائی کنبہ میں انسان کی شمولیت اس کے قیمتی، قابل احترام اور لائق محبت و مستحق ملاطفت ہونے کی دلیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا (۵) (ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد کرو اور خدا کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ)۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (۶) (تم لوگ زمین کے رہنے والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اب انسانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلقات کو استوار رکھیں اور بدخواہی نہ کریں اور کینہ و حسد کا معاملہ نہ کریں اور بھائی بھائی بن کر رہیں اور آسمان والے کے رحم کے مصداق بنیں اور ہر انسان کی شئ مطلوب یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حاشیہ جات:

(۱) طبرانی و بیہقی
(۲) مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب فضل عیادۃ المریض
(۳) " " " باب تراحم المومنین
(۴) " " " "
(۵) ترمذی شریف ابواب البر والصلۃ۔ باب ماجاء فی الحسد۔
(۶) ترمذی شریف، باب ماجاء فی رحمۃ الناس

بقیہ:۔ بابری مسجد صفحہ ۶ سے آگے

کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اصول پرستی کی پاداش میں ہندو فرقہ پرستوں نے اکشے برہمچاری کو مارا پیٹا اور ان کے مکان کو تباہ و برباد کردیا۔ یہ پروپگنڈہ بھی کیا گیا کہ اکشے برہمچاری سدھیشور پرشاد مسلمان ہوگئے ہیں۔ راجہ رام مصرا اور دسٹرکٹ بورڈ کے پریسیڈنٹ لال جی کو ہندو فرقہ پرستوں نے گالیاں بھی دیں۔

۲۰ فروری ۱۹۵۰ء کو اکشے برہمچاری نے حکومت یوپی کو ایک میمورنڈم بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ یہ لوگ (ہندو فرقہ پرست) مقامی کانگریسیوں پر ہی حملے نہیں کر رہے ہیں بلکہ جواہر لال نہرو کی سیکولر پالیسیوں پر بھی حملے کر رہے ہیں ان فرقہ پرست عناصر نے پارلیمنٹری سکریٹری گووند سہائے کی میٹنگ میں بھی گڑبڑ کرائی۔ اور آج حالت یہ ہے کہ شری رام جنم بھومی اور بابری مسجد کے تنازعہ پر کانگریس کے لوگوں کو بھی فرقہ پرست عناصر کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوپی کی انتظامیہ ہندو فرقہ پرستوں کے کیمپ میں ہے۔ یوپی پولس میں آئی جی کے عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد ایس۔ سی۔ دکشت رام جنم بھومی یاترا کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر مقرر ہوگئے۔ یوپی کے ایک سابق وزیر داؤ دیال کھنہ رام جنم بھومی مکتی سمیتی کے لیڈر بن گئے۔ رام جانکی رتھ یاترا عقیدت مندوں سے لاکھوں روپے کے عطیے وصول کر رہا ہے اور آر ایس ایس اور ہندو منچ کے کچھ لیڈر بہت دولت مند ہوگئے ہیں یوپی کی سیکولر حکومت صرف یہ ذمہ داری انجام دے رہی ہے کہ فساد ہوجانے کے بعد کرفیو نافذ کردیتی ہے اور فائر بریگیڈ کو طلب کرلیتی ہے مرکز خاموش ہے اور سیکولر اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈران فرقہ پرست عناصر کا مقابلہ کرنے کی بجائے صرف بیانات دیتے ہیں اور حکومت سے مطالبات کرتے ہیں۔ ——— (بشکریہ نئی دنیا)

دینی تعلیمی کونسل چھٹی صوبائی کانفرنس

۱۹۵۹ء میں قاضی محمد عدیل عباسی مرحوم، کی دعوت پر صوبہ کے تمام اہم علما مختلف تنظیموں کے ذمہ دار اور ممتاز سماجی کارکن بستی میں جمع ہوئے۔ اس وقت ان کے سامنے مسلمان بچوں اور بچیوں کی تعلیم کا انتہائی تشویشناک پہلو پوری طرح سامنے آیا۔ قاضی محمد عدیل عباسی مرحوم نے اپنے تجربات کی روشنی میں مسئلہ کا حل تجویز کیا۔

۱۹۴۷ء کے بعد تعلیمی اداروں کی فضا روز بروز مسموم ہوتی چلی گئی۔ نصاب تعلیم کو غیر اسلامی مضامین سے بھر دیا گیا۔ ان مضامین کو پڑھنے کے بعد مسلمان بچوں اور بچیوں کا اسلامی عقیدہ اور تہذیب پر باقی رہنا مشکل نظر آنے لگا۔ پہلے درجہ سے ہندی پڑھنے کی وجہ سے ایک بچہ اپنے تہذیبی ورثہ اور روایت سے کٹتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف دیومالائی اثرات کے زیر اثر آتا جا رہا تھا۔ کسی صاحب دعوت اور صاحب عقیدہ قوم کے لئے یہ بات ناقابل برداشت تھی۔ یہ انتظار کہ حکومت نصاب تعلیم کی اصلاح کرے گی۔ دانش مندی کے خلاف تھا، اس لئے بستی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسلمانوں کو آزاد خودکفیل مکاتب قائم کرکے اس خطرہ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اس کے نتیجہ میں ضلع ضلع انجمن تعلیمات دین کا قیام عمل میں آیا، جگہ جگہ کنونشن ہوئے، گاؤں گاؤں مہم چلائی گئی، اس کے نتیجہ میں ہزاروں اسکول قائم ہوئے۔ جہاں معیاری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صدر دینی تعلیمی کونسل کی رہنمائی میں جناب ظفر احمد صدیقی، سید اصغر حسین، مولانا محمود الحسن عثمانی، مولانا شاہد فاخری اور سیکڑوں کارکنوں نے اس مہم میں پر جوش حصہ لیا اور بعض لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ ان اداروں کے بدولت آج لاکھوں بچے اردو زبان سے واقف ہیں۔

لیکن اس کے باوجود اب بھی لاکھوں بچے غیر اداروں میں برابر تہذیبی ارتداد کا ہدف بنے ہوئے ہیں آج حالات پہلے سے زیادہ سنگین ہیں مسلمانوں کی براہ راست ذمہ داری ہے کہ وہ مہم کو تیز کریں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک ایک ایک بچے کے ایمان و عقیدہ کے تحفظ کا اطمینان نہ ہوجائے۔ ستمبر، اکتوبر، اور نومبر میں خصوصیت سے اس مہم کو بڑے پیمانہ پر چلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہر شخص اپنی بساط بھر اس کام میں لگ جائے۔ جہاں سرمایہ کی ضرورت ہے سرمایہ فراہم کرے، جہاں اسکول کمزور ہے اس کو معیاری بنائے، جہاں انجمن نہیں ہے وہاں اس کے قیام میں تعاون کرے، ضلعی اور علاقائی کانفرنسوں میں شرکت کی جائے اور نومبر میں بنارس میں صوبائی کانفرنس میں شریک ہوکر اپنی دینی حمیت کا ثبوت دے۔" (ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی، سکریٹری دینی تعلیمی کونسل، اترپردیش)

مولانا عبید اللہ الاسعدی
کی بعض مفید و گرانقدر مؤلفات

تحدید نسل اور اسلامی تعلیمات
صفحات ۱۵۲ قیمت ۱۰/-
یہ صرف تعلیمی کتاب نہیں بلکہ تبلیغی کتاب بھی ہوگئی ہے۔ جو غیر مسلموں کو بھی ایک نوع کی اسلامی تعلیم سے بہرہ ور کرکے انہیں مطالعہ اسلام اور اسے قبول کرنے کی دعوت دیتی ہے۔
اس موضوع پر اب تک کوئی کتاب اتنی جامع مفصل اور مدلل میری نظر سے نہیں گذری۔
— مولانا محمد اسحاق سندیلوی

علمائے دیوبند کی فقہی خدمات (جلد آرہی ہے)
یہ مؤلف کا ایک مقالہ ہے جو ماہنامہ البلاغ کراچی میں قسط وار شائع ہوا ہے۔
— (مولانا) محمد تقی عثمانی، دارالعلوم کراچی

تسہیل اصول الفقہ
اصول فقہ کی اصطلاحات، مختصر اردو رسالہ ۱/۵۰

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے تقاضے
قیمت ۱/۵۰

حقیقت نما
۲/۵۰

اصلاح المسلمین
دوسرا ایڈیشن
اذان و اقامت میں شہادتین پر انگوٹھوں کا چومنا، ثبوت، اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا، اور جماعت کیلئے امام و مقتدی کب کھڑے ہوں؟ ان چاروں مسائل پر سنجیدہ و مدلل بحث

محمد عبید اللہ الاسعدی کی دیگر تصانیف
اسلام مکمل دین مستقل تہذیب ۳/-
اصول الفقہ ۱۰/-
تسہیل البلاغۃ ۶/۵۰
تسہیل اصول الفقہ ۱/۵۰
علوم الحدیث ۱۲/-
حقیقت نما ۲/۵۰
حب رسول اور اس کے تقاضے ۱/۵۰
مکتبہ رحمانیہ

لکھنؤ، دہلی، اور دیوبند کے کسی بڑے مکتبہ سے طلب کریں

شرعی عدالتوں کی موجودگی میں غیر شرعی عدالتوں سے رجوع کرنا مسلمانوں کی حمیت کے منافی ہے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کے زیر اہتمام تربیت قضا کے کل ہند کیمپ کا افتتاحی اجلاس ۲۸ جولائی کو دارالامارۃ کے شاندار ہال میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا، اس میں بہار اور مختلف ریاستوں کے علمائے کرام کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی تھی۔ قابل ذکر شخصیات میں مولانا شاہ عون احمد قادری، مولانا ظفیر الدین۔ دارالعلوم دیوبند۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی، ڈاکٹر عبادالرحمٰن دونوں مکہ المکرمہ قابل ذکر ہیں۔ اس تربیت قضا میں ندوہ کا ایک وفد جو مولانا برہان الدین، مولانا سلمان حسینی ندوی، مولانا عتیق احمد اور مولانا خالد ندوی پر مشتمل تھا شریک ہوا تھا۔

حضرت مولانا نے اپنے خطبہ صدارت میں اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ ایسے تاریخ ساز موقع پر امارت شرعیہ میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ جبکہ تربیت قضا کا نیک اور جامع و مبارک کام شروع ہو رہا ہے، اپنی علالت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ طبی اور شرعی عذر کے باوجود امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانی کے اصرار سے مجبور ہوکر شریک اجلاس ہونے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ حضرت مولانا نے کہا کہ بعض اوقات بڑے فیصلے چند لوگوں کی مجلس میں عمل میں آجاتے ہیں۔ آج کی مجلس کمیت کے لحاظ سے محدود سہی لیکن کیفیت کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ آج ایک ایسے مبارک سفر کا آغاز ہو رہا ہے جو ملت اسلامیہ ہند کے لئے بالخصوص اور دنیا اسلام کے لئے بالعموم مشعل راہ ثابت ہوگا۔

حضرت مولانا نے مزید فرمایا کہ اسلام اور جاہلیت کے نام سے دو اصطلاحیں رائج ہیں اسلام کا مفہوم تو واضح ہے لیکن جاہلیت کا مفہوم محدود کر دیا گیا ہے جاہلیت کا لفظ سنتے ہی غیر اختیاری طور پر ہمارے سامنے ایک خاص ملک و زمانہ آجاتا ہے۔ جو قبل اسلام اور ملک حجاز سے متعلق ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاہلیت کے معنی اس سے کہیں زیادہ وسیع۔ جاہلیت ایک طرز فکر ہے مزاج ہے انداز زندگی ہے وہ محرکات و مقاصد جو اسلام کے خلاف ہیں جاہلیت کا مفہوم رکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں کسی مخصوص جگہ سے جاہلیت کو محدود نہیں کیا گیا ہے۔ سایہ نبوت میں زندگی گذارنے والی مستورات سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہا گیا تھا کہ قبل اسلام کے بے پردگی و بے حیائی اور جہالت کو اختیار نہ کرو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں بھی جاہلیت سر اٹھا سکتی ہے۔ آپ نے عہد جدید کی جاہلیت کی نشان دہی کرتے ہوئے کہا کہ جب اسلامی شریعت مکمل و مرتب شکل میں ہمارے پاس موجود ہے تو ایسی حالت میں غیر اسلامی عدالتوں سے حصول انصاف کیلئے رجوع کرنا جاہلیت کو اختیار کرنا ہے۔

آپ نے کہا میں فتویٰ کی زبان میں کفر و ارتداد کے الفاظ کو استعمال نہیں کروں گا، لیکن پوری ذمہ داری سے کہوں گا کہ یہ اسلام کے مقابلے میں جاہلیت کو اختیار کرنا ہے۔

حضرت مولانا نے کہا کہ شریعت کی موجودگی میں غیر شرعی عدالتوں سے رجوع کرنا مسلمانوں کی اپنی حمیت کے منافی ہے۔ اس سے وحشت اور خوف محسوس کرنا چاہیے۔ قضا کی تربیت کے کام کو خصوصی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہوئے آپ نے یاد دلایا کہ سید احمد شہید رحمۃ اور صادقین صادق پور نے ملک میں قضا کے نظام کی تجدید کی ابتدا پھلواری شریف کے اس قصبہ میں جو پٹنہ کے نواح میں ہے تربیت قضا کے اس کیمپ کا اہتمام مناسب اور برمحل ہے آپ نے کہا کہ فقیہ النفس مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد نے فقہ کو حلقہ درس سے نکال کر عملی زندگی میں شامل کرنے کی مبارک کوشش کی تھی امارت شرعیہ نے آج دارالقضا کی تربیت کے کیمپ کا اہتمام کرکے مولانا سجاد کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ یہ کام نہ صرف مسلمانوں کے لئے باعث مسرت بلکہ باعث نصرت بھی ہے۔

مولانا علی میاں نے توقع ظاہر کی کہ ہماری جمہوری حکومت بھی اس کا خیر مقدم کرے گی۔ شریعت عادلہ پر چلنے کا اہتمام کرنا ملک کے لئے بھی مبارک و مفید ہوگا۔ حکومت کو اس بات سے خوش ہونا چاہیے کہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت اپنے تنازعات خود حل کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس کام کو سیاسی ڈھانچہ کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور بغیر کسی بدگمانی کے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے اور

آپ نے مسلمانوں کو بھی متنبہ کیا کہ ہم مدارس میں مساجد میں دینی جلسوں میں تو مسلمان ہوتے ہیں لیکن گھروں میں مسلمانوں جیسا طرز عمل اختیار نہیں کرتے ہمیں اپنے رویہ کی اصلاح کرنی ہوگی۔ غیر اسلامی باتوں کو ترک کرکے اسلامی شعائر کو اپنانا ہوگا۔ اس کام میں قضا کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ قاضی صرف فیصلے نہیں کرتا بلکہ مبلغ داعی اور علوم ربانی کا نمونہ ہوتا ہے۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ہوگیا تو غیر مسلموں کے لئے بھی مہمیز ثابت ہوگا اور ان میں اسلام کے مطالعہ اور اسے سمجھنے کا ذریعہ بنے گا۔ حضرت مولانا نے کہا کہ ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ زوجین کے حقوق و فرائض کے معاملے میں ہم سے کوتاہیاں ہوئی ہیں جس کے نتیجہ میں شریعت ہدف بن گئی ہے۔ ہمیں شریعت کے مطابق گھریلو زندگی بسر کرنے اور اسے امن و سکون کا گہوارہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ***

دینی تعلیمی کونسل اترپردیش

روداد جلسہ ہائے انجمن تعلیمات دین علیگڑھ
بتاریخ ۱۱ اگست تا ۱۳ اگست ۱۹۸۶ء

انجمن تعلیمات دین ضلع علیگڑھ کی تنظیم نو کے سلسلے میں دینی تعلیمی کونسل کے سکریٹری جناب اشتیاق حسین قریشی صاحب ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء کو علیگڑھ تشریف لے گئے، موصوف سہ روزہ قیام کے دوران علیگڑھ شہر میں مختلف مقامات پر چھ نشستیں منعقد کی گئیں جن میں شہر کے معزز حضرات، دانشوروں، اور سماجی کارکنوں نے بھرپور حصہ لیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان عام نشستوں میں واضح طور پر حکومت کی موجودہ تعلیمی پالیسی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ حکومت بہت جلد ایک نئی تعلیمی اسکیم لارہی ہے، جسکو اخلاقی تعلیم کے نام سے ملک میں رائج کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے دینی تعلیمی کونسل کا شائع کردہ ایک کتابچہ، نئی تعلیمی پالیسی اور اخلاقی تعلیم، حاضرین کے سامنے پیش کیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ساری اسکیمیں ملت کی آنے والی نسلوں کو دین سے بالکل بے بہرہ کردیں گی۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دینی تعلیمی کونسل نے بہت پہلے ملت کو اس خطرناک صورت حال سے آگاہ کردیا تھا۔ اور اس صورت حال سے مقابلہ کیلئے خود کفیل و معیاری مکاتب قائم کرنے کی ایک اسکیم پیش کی تھی۔ الحمد للہ اس اسکیم کے تحت جنوبی یوپی میں اس قسم کے تقریباً دس ہزار مکاتب قائم ہیں جہاں اردو میڈیم میں جملہ مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ نیز قرآن پاک و بچوں کے معیار کے مطابق دینی مسائل کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اہالیان علیگڑھ سے عموماً اور حاضرین جلسوں سے خصوصاً اپیل کی کہ اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ اس اہم کام کیلئے فارغ کریں اور علیگڑھ میں انجمن تعلیمات دین کی تجدید کریں۔ جس کے ذریعہ ضلع بھر میں آزاد خودکفیل اور معیاری مکاتب کا ایک جال بچھا دیا جائے اور اس طرح فرقہ پرستوں اور مخالفین اسلام کی اسکیموں پر پانی پھیر دیا جائے۔ انجمن تعلیمات دین علیگڑھ کے زیر اہتمام یہ جلسے نہایت کامیاب رہے اور حاضرین نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی باتیں بے حد دلچسپی اور توجہ سے سنیں اور پورے پورے تعاون کے وعدے کئے۔ چنانچہ انجمن تعلیمات دین ضلع علیگڑھ کا دوبارہ قیام عمل میں آیا اور جناب مظفر انیس صاحب دلچھے میاں، صدر، پروفیسر نفیس احمد صاحب جنرل سکریٹری اور شمشاد علی صاحب خازن مقرر ہوئے۔ جناب حاجی عبدالباری صاحب کو آفس سکریٹری مقرر کیا گیا۔

ان تمام جلسوں میں حاضرین کے ذریعہ ہنگامی طور پر مبلغ ۲۳۴۶/- روپے نقد وصول ہوئے مبلغ ۱۰۰۰/- کا وعدہ کیا گیا اس کے علاوہ کچھ حضرات نے ماہانہ و سالانہ کے مستقل چندہ دہندگان میں اپنے نام درج کرائے اور اسطرح ۹۵۷۵/- روپے کے وعدے کئے گئے۔ * * *

بابری مسجد اور رام جنم بھومی کا تنازعہ

انگریزوں نے جنم دیا

پٹنہ کے ہندی ویکلی "وچار بودھ" میں شائع ہونے والا تاریخی حقائق پر مبنی ایک اہم مضمون

بابری مسجد یا رام جنم بھومی کے مسئلے پر اختلاف شمالی ہندوستان میں قتل و غارتگری کا موجب بن گیا — یہ حکومت یوپی کی حماقت تھی یا شرارت تھی کہ اس نے اس وقت ہندوؤں کی خواہش کو پورا کر دیا جب کہ فیض آباد پولس کے ذمہ داروں نے ڈسٹرکٹ جج کو یقین دلایا تھا کہ اس عمارت پر جس کے متعلق اختلاف چل رہا ہے گذشتہ ۳۶ سال سے جو تالا لگا ہوا ہے اگر اس کو کھول دیا جائے گا تو نتیجے میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا نہ ہوگی اور جج نے تالا کھول دینے کا حکم جاری کر دیا۔ حالانکہ اس عمارت کے متعلق مقدمہ عدالت میں چل رہا تھا اور ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ جیسے ہی تالا کھولا گیا آر ایس ایس نے وشو ہندو پریشد کے تعاون سے اپنی فتح کا جشن منانے کی غرض سے ملک بھر میں رتھ یاترا جلوس نکالنے کا اہتمام کیا اور مسلم بنیاد پرستوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ یوم ماتم منائیں اور پھر تصادم اور کشت و خون کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ہندو فرقہ پرستوں نے بار بار یہ غلط تاریخ دہرانا شروع کر دی کہ بابر نے ۱۵۲۸ء میں شری رام جنم بھومی کے مندر کو منہدم کر کے اسی مقام پر ایک مسجد تعمیر کرائی تھی جبکہ تاریخ بتاتی ہے کہ بابر کبھی اجودھیا نہیں گیا تھا۔ تاریخ کے مطابق حقیقت یہ تھی کہ بابر اپنے ایک فوجی سردار شیخ بایزید کی بغاوت کو کچلنے کے لیے اجودھیا کے قریب سے گذرا تھا اور اجودھیا سے دس میل دور پڑاؤ ڈالا تھا۔ بایزید کی بغاوت کو کچلنے کے بعد بابر سرد ندی کے کنارے گھنے جنگلوں میں شکار کھیلنے چلا گیا تھا۔ مسجد بابر کے ایک امیر میر باقی نے تعمیر کرائی تھی۔ وہ تاشقند کا باشندہ تھا اور اس نے ایک ایسی زمین پر مسجد تعمیر کرائی تھی جو خالی پڑی تھی۔

بابر نے اپنے بیٹے ہمایوں کے لیے جو وصیت نامہ چھوڑا تھا اس کی ایک نقل قومی یادگار کے تحفظ کے محکمے کے پاس محفوظ ہے۔ اس وصیت نامہ کی عبارت کے ایک حصہ میں کہا گیا ہے کہ

"یہ تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم ہر قسم کے تعصبات سے دور رہو۔ اپنی رعایا کا دل جیتنے کے لیے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو لوگ تمہارے ممنون ہوں گے۔ مندر اور عبادت گاہیں منہدم نہ کی جائیں ایسا انصاف کرو کہ رعایا اپنے بادشاہ سے اور بادشاہ اپنی رعایا سے محبت کرے۔ تم رحمدلی کے ساتھ اسلام کی خدمت کر سکتے ہو نہ کہ آمریت اختیار کر کے۔ شیعوں اور سنیوں کے درمیان اختلافات کو نظر انداز کرتے رہو"

اپنے باپ کے حکم کی پابندی کرتے ہوئے ہمایوں نے بنارس کے جگن ناتھ مٹھ کو ضلع مرزاپور میں ۱۲۰۰ ایکڑ اراضی معافی میں دیدی۔ ہمایوں کا یہ حکم نامہ آج بھی جگناتھ مٹھ میں محفوظ ہے۔ بابر گوالیار گیا تھا جس کے بارے میں اس نے اپنی خود نوشت سوانح حیات بابر نامہ میں لکھا ہے کہ "ہم نے پھول باغ سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور دیکھا کہ وہاں کے مندر دو منزلہ تھے اور کچھ سہ منزلہ بھی تھے۔ زمانہ قدیم کی تعمیرات کے مطابق ان مندروں کی مختلف منزلوں کی چھتیں کچھ نیچی تھیں ان میں پتھر کے ستونوں پر شکلیں کندہ تھیں کچھ بت خانے ایک ہی احاطہ کے اندر گروپ کے انداز میں تعمیر تھے۔ ان کے گنبد بہت اونچے اور ان کے کمرے اسکولوں کے کمروں جیسے تھے ہر ایک کے اوپر پتھروں کا ہلکا گنبد ہے اور اس کے نیچے پتھروں کے مجسمے ہیں اس کے بعد ہم چور باغ گئے جس کو رحیم داد نے ہاتھی پل کے سامنے تعمیر کرایا تھا"

ان تمام تاریخی شواہد کے بعد کیا کوئی صحیح الدماغ انسان یقین کر سکتا ہے کہ بابر نے یا کسی اور شخص نے بابر کے حکم سے اجودھیا میں یا کسی دوسرے مقام پر کسی مندر کو منہدم کرایا ہوگا۔

فارسی زبان میں اجودھیا کا نام اودھ ہے جب واجد علی شاہ اودھ کے نواب تھے اس وقت وہاں مخلوط ہندو مسلم کلچر رائج تھا۔ اس زمانہ میں محرم میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ ماتم کرتے تھے انگریزوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اس برادرانہ تعلقات کو پسند نہیں کیا۔ ۱۸۵۵ء میں انگریزوں نے اجودھیا میں فرقہ وارانہ فساد کرانے کی کوشش کی لیکن ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی جنگ میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کے دوش بدوش اپنا خون بہایا۔ جب انگریزوں نے اجودھیا پر حملہ کیا تو اس کی روداد کلکتہ سے بنگلہ زبان میں شائع ہونے والے اخبار "سماچار سدھا ورشن" نے اپنی ۱۸ اگست ۱۸۵۷ کی اشاعت میں ان الفاظ میں شائع کی تھی۔ "ہم کو اپنے عزیز دوستوں سے معلوم ہوا ہے کہ اجودھیا میں بڑے پیمانے پر جنگ ہوئی یہ جنگ اجودھیا میں ہنومان گڑھی کے قریب ایک شوالے سے متعلق ہوئی۔ ریل کی پٹری سیدھی اس پر سے گزرتی تھی اس لیے ریل کی پٹری بچھانے والے محکمے کے افسروں نے اس مندر کے مہنت سے کہا کہ وہ اپنے مہادیو کو یہاں سے اٹھا کر لے جائے اور کسی اور مقام پر نصب کرے۔ یہ سنکر مہنت نے برجستہ جواب دیا کہ جب تک میری جان میں جان ہے ایسا ہرگز نہ ہو سکے گا۔ یہ دیکھکر کہ ہندو لڑنے کو تیار ہیں انگریزوں نے ریزیڈنسی لکھنؤ اور کانپور سے فوج بلالی۔ اس طرح یہ جنگ میں دونوں جانب سے چار پانچ سو افراد ہلاک ہوئے لیکن جنگ بڑی بہادری سے لڑی گئی۔ ایسی جنگ دیکھ کر تمام ہندو راجپوت اور مسلمان اکٹھا ہوئے اور انگریزوں سے جنگ کرنے کے لیے اجودھیا پوری پہونچ گئے۔ چونکہ انھوں نے سوچا کہ یہ جنگ بڑی خونریز ہوگی اور ریل کی پٹری بچھانے کے معاملے پر ہندوستان کے دیگر مقامات پر بھی ایسی ہی لڑائیاں ہوں گی۔ لوگوں کو اس بات پر سخت تشویش تھی کہ کیا ہوگا اور ان کو کتنی مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ انگریز ہندوؤں اور مسلمانوں کا یہ اتحاد دیکھکر کانپ گئے کہ شوالہ کو بچانے کے لیے ہندو اور مسلمان دوش بدوش لڑنے کے لیے تیار ہیں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے درمیان اختلاف کی مستقل خلیج پیدا کرنے کے لیے انگریزوں نے تاریخ میں غلط بیانی کا کام شروع کر دیا۔

ایک انگریز افسر این۔ ای نویلی نے ضلع فیض آباد کا گزیٹیر مرتب کیا جس میں اس نے یہ غلط بات شامل کر لی کہ بابر ۱۵۲۸ء میں اجودھیا آیا تھا اور وہاں ایک ہفتہ قیام کیا تھا۔ اس نے وہاں ایک مندر کو منہدم کر دیا تھا (جس پر رام جنم بھومی کی عبارت کندہ تھی) اور اس مندر کی جگہ پر ایک مسجد تعمیر کرائی تھی جو اب بابری مسجد کے نام سے جانی جاتی ہے۔

۱۸۸۵ء میں ایک مہنت نے جس کا نام رگھوبر داس تھا یہ دعویٰ کیا کہ مسجد کے بیرونی صحن کا چبوترا رام جنم بھومی تھا۔ اور فرقہ وارانہ بنیاد پر تنازعہ کا آغاز ہو گیا — اس وقت کے سب جج فیض آباد پنڈت ہری کرشن نے وہ درخواست مسترد کر دی جسمیں اس چبوترے پر سائبان لگانے کی اجازت مانگی گئی تھی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۸۶ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے متنازعہ چبوترے پر ہندوؤں کا قبضہ مان لیا تھا جس پر لکڑی کا ایک سائبان تھا لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بھی مستقل چھت تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ رگھوبر داس نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ بابری مسجد شری رام جنم بھومی تھی۔ اس کا دعویٰ صرف بیرونی چبوترے کے متعلق تھا جس پر ہندو پوجا پاٹھ کرتے تھے۔

پھر ملک آزاد ہوا اور اس کے بعد ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ کو جب مسلمان فجر کی نماز پڑھنے کے لیے بابری مسجد کے اندر پہونچے تو انھوں نے دیکھا کہ وہاں رات میں شری رام چندر کی اور دوسرے دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں رکھ دی گئی تھیں۔ یہ کام پولس کی نگاہوں کے سامنے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رضامندی سے انجام دیا گیا تھا۔ اس گندے فرقہ وارانہ اقدام کے لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نائر نے اپنی پوزیشن خراب کی۔ پھر نائر اور ان کی بیوی کو جن سنگھ کے ٹکٹ پر یوپی اسمبلی کی رکنیت کا موقع حاصل ہوا۔

۲۳ دسمبر ۱۹۴۹ء سے فروری ۱۹۸۶ تک مسجد میں تالا پڑا رہا۔ پھر مہنت راجندر داس کی درخواست پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جج۔ این. اوگرا نے یہ فیصلہ دیا کہ جس عمارت کے متعلق درخواست دی گئی ہے وہ بابری مسجد کے نام سے مشہور ہے اور بہت طویل عرصے سے مسلمان اس مسجد میں نمازیں پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ اس کو کبھی راجندر جی کے مندر کی حیثیت میں استعمال نہیں کیا گیا۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کی رات میں وہاں رام چندر کی مورتیاں چوری چھپے غلط طور پر رکھدی گئی تھیں۔ اس غلط اقدام سے امن کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اور امن و قانون کے تحفظ کے لیے انتظامیہ کو مداخلت کرنا پڑی تھی۔

۱۹۵۰ء کے سخت فرقہ وارانہ کشیدگی کے ماحول میں کانگریس کی مقامی لیڈرشپ نے ان فرقہ پرست عناصر کے خلاف جدوجہد شروع کر دی تھی جو انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔ فیض آباد ضلع کانگریس کے اس وقت کے صدر اور جنگ آزادی کے سپاہی سدھیشور پرشاد اور ضلع کانگریس کے سکریٹری اور سینیر فریڈم فائٹر اکشے برہمچاری نے لال بہادر شاستری کو اپنے خط مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۵۰ء میں لکھا تھا کہ "ہم محسوس کرتے ہیں کہ مہاتما گاندھی کے قتل کے واقعہ کے بعد سے ہمارے (کانگریسیوں کے) اندر اصول پرستی کی جگہ خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ فرقہ وارانہ منافرت کو ختم کرنے کے لیے گاندھی جی کے طریقہ کار پر عمل

(باقی ص ۲۲ پر)

جہادِ افغانستان کی موجودہ صورتحال

از شمس تبریز خاں

افغانستان اسلام کا بازوئے شمشیر زن رہا ہے۔ اور بحمد اللہ اس کی یہ خصوصیت اب بھی برقرار ہے ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر روسی جارحیت و بربریت کے رد عمل اور دفاع میں اس کا یہ روایتی اور امتیازی جوہر ایک بار پھر بڑی آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سامنے آیا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے افغانستان کے مجاہدین و مہاجرین اسوقت صحیح معنوں میں اسلامی جہاد کا علم بلند کئے ہوئے ہیں اور دنیا کی ایک بڑی فوجی طاقت سے اپنے ایمان و یقین اور عزم و ارادہ اور تائید غیبی کی بدولت معرکہ آرا اور پنجہ آزما ہیں اور انھوں نے روس کے دیو بے زنجیر یا خونخوار بھالو کے ناقابل تسخیر ہونے کے بت کو پاش پاش کر دیا ہے۔ اسلامی جہاد کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ نے اقلیت پر اکثریت کے غلبے کے مفروضہ کو ہمیشہ غلط ثابت کیا ہے اور تاریخ اسلام اس کی گواہ رہی ہے کہ باطل قوتوں اور طاغوتی طاقتوں سے جہاد و قتال کے وقت مسلمان اکثر فوجی و عددی طاقت میں اپنے حریف سے بدرجہا کم ہوتے ہوئے بھی غالب اور فتحمند رہے ہیں۔ اور حق و صداقت کی فتح و کامرانی کا وعدۂ الٰہی ہمیشہ پورا ہوتا رہا ہے۔

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آگئی ہیں اللہ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ (سورہ بقرہ ۲۴۹)

سورہ انفال میں بھی یہ وعدۂ الٰہی موجود ہے کہ مسلمان اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی اللہ کی مدد سے اکثریت پر غالب آتے رہیں گے اور اتنا تو بہرحال ہوگا کہ وہ اپنے سے دو گنے بڑے حریف کے مقابل فتحیاب ہوں گے۔ (۱)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

(الانفال ۶۵-۶۶)

اے نبی مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیجیے اگر تم میں سے بیس ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیوں کہ قوم کچھ نہیں رکھتی اب تم سے اللہ نے بوجھ ہلکا کر دیا یہ جان کر کہ تم میں کچھ کمزوری ہے تو اگر تم میں سو ثابت قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور ایک ہزار ہوں تو بحکم خدا دو ہزار پر غالب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

افغانستان میں اسوقت روسی فوجوں کی تعداد قریب ڈیڑھ لاکھ ہے اور قریب اتنی ہی تعداد افغانی اشتراکی فوجوں کی ہوگی۔ اس کے مقابلے میں پاکستان میں چالیس لاکھ اور ایران میں دس لاکھ مہاجرین ہیں سے چند ہزار افغان مجاہدین قریب ایک دہائی سے اپنے اشتراکی حریف سے برسرپیکار ہیں اور دس لاکھ سے زائد مجاہدین کی قربانی دینے کے باوجود پرحوصلہ و پراعتماد ہیں۔ اور عملاً افغانستان کے ایک حصہ شہری علاقے کو چھوڑ کر تین حصے کے دیہاتی حصے پر قابض ہیں بڑے شہروں پر (بشمول کابل، غزنی، قندھار، ہرات اور جلال آباد) ان کے چھاپہ مار حملے ہوتے رہتے ہیں. کابل کا صدارتی محل، ہوائی اڈہ اور روسی چھاونی بھی بارہا مجاہدین کے شب خون اور حملہ ترکانہ کی زد میں آچکے ہیں اور افغانستان میں روسی حملہ آوروں اور دراندازوں کی کوئی جائے پناہ محفوظ نہیں۔

روس کو افغانی مجاہدین کے ذریعہ مادی و معنوی طور پر ناقابل تلافی نقصان پہونچا ہے اور اس کے امن و سلامتی اخوت و مساوات کے علمبردار اور ترقی پذیر اور پسماندہ اقوام و ممالک سے دوستی و ہمدردی کے دعویدار ہونے کی حیثیت (Image) بری طرح مجروح و متاثر ہوئی ہے. عالم اسلام اور ناوابستہ ممالک بلکہ بین الاقوامی سیاسی میدان میں اس کی ساکھ بہت گھری ہے اور اس کے امن و مساوات، امداد و اعانت عدم مداخلت اور استحصال و سامراجی دشمنی کے وعدوں اور نعروں کی طرف سے غیر مطمئن اور بجا طور پر شک و شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں. وہ اس کے وعدوں اور پروگراموں کے برخلاف یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے ہاتھوں افغانستان کے نہتے اور معصوم شہریوں، کسانوں اور مزدوروں حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں کا بے دریغ و بلا استثناء قتل عام ہو رہا ہے اور منصوبہ بند طریقے پر انکی نسل کشی (Genocide) کی جارہی ہے. صرف شہریں پوری پوری آبادیوں اور بستیوں کو ہوائی اور زمینی حملوں کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے. معصوموں کو پامال کر دیا جاتا ہے. زخمیوں کو لاعلاج چھوڑ دیا جاتا ہے. اور زندہ بچ جانے والوں کے ساتھ وہ بہیمانہ و وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے جس کو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شرافت و انسانیت ماتم کناں ہو جاتی ہے تعلیم و تربیت کے نام پر مگر در اصل ذہن شوئی (Brain washing) کے لئے ہزار ہا افغانی نونہالوں کو روس بھیجا گیا ہے تاکہ وہ الحاد و اشتراکیت اور دہریت و مادیت کا سبق یاد کر کے آئیں اور افغانستان میں روسی عزائم و مقاصد کی تکمیل کریں اور ببرک کارمل اور نجیب اللہ کی طرح روسی جارحیت کو برکت و رحمت قرار دیں۔ اور اپنے دین و ایمان سے متنفر ہو کر اشتراکیت کا کلمہ پڑھیں اور ہر معاملہ میں روس کی تقلید کرتے رہیں اور ان کے دست نگر اور محتاج رہیں اپنے ان جارحانہ مقاصد کی تکمیل کے لئے دوسرے اشتراکی ممالک ہنگری، چیکوسلاواکیہ اور کمبوڈیا کے کرائے کے فوجی حاصل کئے گئے اور افغانی مجاہدوں کو شکست دینے کے لئے تمام ممکن کارروائیاں کی جارہی ہیں اور اپنے شرمناک مقاصد کے حصول کے لئے بین الاقوامی حدود و قیود کو پامال کیا جا رہا ہے. چنانچہ شہری علاقوں، اسپتالوں، پناہ گزین کیمپوں اور پاکستان و ایران کی سرحدوں پر روس کی طرف سے بمباری ہوتی رہتی ہے. نیپام بم اور زہریلی گیسوں کا استعمال ہوتا رہتا ہے کھڑی فصلوں کو تباہ کر دیا جاتا ہے. جس کی وجہ سے افغانستان میں قحط جیسی صورت پیدا ہو گئی ہے. ریڈ کراس اور دوسری عالمی امدادی انجمنوں اور صحافیوں کی نقل و حرکت پر پابندی ہے اور ان کی ہمت شکنی کی جاتی ہے روسی جاسوسوں کے ذریعہ پاکستان میں بھی افغان مہاجرین کو دہشت گردی اور نامعلوم حملوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور بم کے دھماکے کئے جاتے ہیں. غرض روس افغان مجاہدین کے خلاف اپنے تمام وسائل سے برسرجنگ ہے اور اس جنگ میں اس نے وحشت و بربریت، سفاکی و بہیمیت میں حتی الامکان کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے. مگر سخت جان اور اہل عزم و ایمان مجاہدین ہر قسم کی قلت و زحمت اور ناقابل تصور مصائب و آلام کے باوجود جہاد و قتال میں پورے عزم و ثبات کے ساتھ مصروف ہیں اور ان کی جرأت و عزیمت، ایمان و یقین اور شوق شہادت میں اضافہ ہی ہوا ہے. ان کے موقف میں کوئی کمزوری نہیں آئی نہ ان کا حوصلہ اور مورال پست ہوا.

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آل عمران ۱۷۳)

"ان لوگوں سے جب لوگوں نے کہا کہ بہت سے لوگ تمہارے مقابلے پر آگئے ہیں تو ان سے ڈرو تو اس قول نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے"

اب مجاہدین جلا وطن حکومت بھی قائم کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں اور انھوں نے اقوام متحدہ میں افغانستان کی نشست حاصل کرنے کی درخواست بھی دے رکھی ہے. مجاہد تنظیموں نے بارہا یہ اعلان کیا ہے کہ وہ جنیوا میں پاکستان اور افغانستان کے بالواسطہ مذاکرات کے پابند نہیں ہیں. اور اگر کوئی فیصلہ ان کے عزائم و مقاصد کے خلاف ان پر تھوپا جاتا ہے تو وہ اسے رد کر دیں گے. ان کا یہ پختہ عزم ہے کہ سیاسی تصفیہ کے بجائے میدان جہاد میں ان کا صبر و ثبات ہی انشاءاللہ فیصلہ کن ہوگا. اور وہ خونخوار روسی ریچھ کو بالآخر بھگا دیں گے اور یا تو افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کر کے رہیں گے یا اس راہ میں شہید ہو جائیں گے. ع

یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید!

روس کے عدم تعاون کے رویے سے جنیوا مذاکرات کے متعدد دور ناکام ہو چکے ہیں. اس اگست میں ان مذاکرات کے شروع ہونے سے پہلے روس نے ایک اور چال چلی کہ افغانستان سے سات ہزار فوجوں کی واپسی کا اعلان کیا ہے اور اسے اپنی صلح پسندی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے مگر مبصرین کا کہنا ہے کہ وہ اس سے پہلے بھی اس قسم کا اعلان کر کے افغانستان میں مزید فوجیں اتار چکا ہے اس لئے اس کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں یہ شبہ بھی کیا جا رہا ہے کہ وہ اس اعلان کے بموجب غیر کارآمد فوجوں کو واپس بلا کر دوسری فوج بھیج سکتا ہے. روس مذاکرات کی میز پر اور عام اعلانات میں برابر اس الزام کو دہرا رہا ہے کہ امریکی اور پاکستانی مداخلت اور تخریب کاری افغانستان میں اس کی فوجی موجودگی کا سبب ہے جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے بلکہ امریکہ اور پاکستان تو مجاہدین کی اخلاقی اور معمولی مدد کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں. لیکن افغان مجاہدین کو بھاری فوجی مشینری، طیارہ شکن توپوں اور میزائلوں کی شدید ضرورت ہے جس کے نہونے

(۱) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کے فوائد میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے وقت میں ہزار مسلمان اسی ہزار سے لڑے ہیں. غزوۂ موتہ میں تین ہزار مسلمان دو لاکھ کفار کے مقابلہ میں ڈٹے رہے اسی طرح کے واقعات سے اسلام کی تاریخ بحمد اللہ بھری پڑی ہے.
(ترجمہ قرآن از شیخ الہند ص ۲۳۰)

اس تشویشناک

صورت حال سے غفلت ہماری آئندہ نسل کی موت کا پیام

— سید فاروق حسین شاہ (دوسری اور آخری قسط)

روح زندہ جاوید ہے

ماسٹر سنگھ صاحب نے کہا کہ روح زندہ جاوید ہے وہ کبھی نہیں مرتی انھوں نے کہا کہ پونر جنم (انسان کا بار بار مختلف شکل میں پیدا ہونا) میں یقین بھر کرم پھل (انسان دنیا میں جس طرح کے کام کرتا ہے دوسرے جنم میں اسی طرح اس کی شکل بن جاتی ہے جیسے سانپ چیونٹی وغیرہ) میں یقین کرنا۔

ماسٹر سنگھ صاحب نے کہا کہ یہ سب ایسے نکات ہیں جس سے پہلوان کو آسانی سے چت کیا جا سکتا ہے۔ اس جملے کو کہتے ہی ماسٹر سنگھ صاحب چونک کر پوچھ بیٹھے کہ کیا یہاں کچھ مسلمان بھی ہیں؟ میں بول اٹھا جی ہاں میں ہوں تب انھوں نے کہا کہ آپ کے مذہب میں ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو وہ قیامت کے روز اٹھتا ہے اور حساب کتاب ہوتا ہے لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں مانتے۔ ہمارے یہاں پونر جنم کے اصول کو مانا جاتا ہے کیونکہ انسان سنسکار میں بندھا ہوتا ہے اور جب اس سے نجات پاتا ہے تب ہی اسے نجات ملتی ہے ورنہ نہیں۔ میں نے اقبال کا شعر پڑھ کر سمجھانے کی کوشش کی:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

جیسے گیہوں بونے پر پہلے وہ سڑ گل کر پھر پیڑ ہوتا ہے اور پھر اس میں دانہ ہوتا ہے اسی طرح انسان بھی ایک مشت خاک سے بنا ہے اور مرنے کے بعد دفن کیا جاتا ہے اور اسی طرح وہ بھی قیامت کے دن پھر زندہ ہو جاتا ہے۔ ماسٹر سنگھ صاحب نے کہا ہاں دونوں ٹھیک ہیں (دراصل اس اخلاقی تعلیم کا مقصد بچپن ہی سے بچے میں ہندو مذہبی اصولوں کی بنیاد ڈال دینا ہے جس سے اس پر کوئی دوسرا رنگ نہ چڑھ سکے اور غیر ہندوؤں کا خود بخود بھاونی کرن ہو جائے گا) کرم پھل لازمی ہے اسی اصول سے ہم اچھے برے کی پہچان کر سکتے ہیں اسی سلسلے میں ماسٹر سنگھ صاحب نے "بویا پیڑ ببول کا" کی مثال دی۔

قدرت کی حفاظت

پیڑ ہرگز نہیں کاٹنا چاہیے۔ بچوں میں یہ چیز بچپن سے ہی ڈالی جا سکتی ہے۔ اس کو مذہب سے جوڑنا چاہیے۔ جاندار (جیون) چیزوں پر رحم کرنا چرند پرند کی جان نہ مارنا بلا کسی تفریق کے سبھی کے ساتھ خوش اخلاق، امن، بھائی چارگی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ یہاں ماسٹر سنگھ صاحب نے مثال پیش کی جیسے مسلمانوں کا ایک ساتھ مل کر نماز پڑھنا اور مسلمانوں کا ایک روٹی میں مل جل کر کھانا یہ سب اچھی تہذیب اور تمدن بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

تاریخ 1.5.86 اخلاقی تعلیم

میں آدھاتمک شکھا آخرت یا روحانیت کو ماسٹر سنگھ صاحب نے ہندو تہذیب بتایا ہے انھوں نے پرائمری کے بچوں کے لیے نیا تعلیمی طریقہ اور تعلیم بالغان کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ استاد کا کام بچے میں ایسی لگن پیدا کرنا جس سے ایک نیا انقلاب لایا جا سکے۔

ایشور بھکتی کو ماسٹر سنگھ صاحب نے بتایا کہ عبادت کے بہت سے طریقے ہیں۔

(۱) بھجن کیرتن۔ (۲) خدا کے دنیا وی باغیچے میں ان گنت جاندار چیزیں، پیڑ پودے وغیرہ ہیں ان کی حفاظت کرنا عبادت ہے۔

(۳) تعمیری کام۔ محبت کرنا، وقت اور روپیہ کا کچھ حصہ سماج اور ملک کی خدمت میں صرف کرنا چاہیے۔ ان کاموں میں استاد بہت کچھ بچوں کو تعلیم دے سکتا ہے۔ آج بھی لوگ کھلیان میں براہمنوں کو دان دیتے ہیں اچھے اور برے کو دیکھ دو کام ہوتے ہیں۔

(۱) رچناتمک (CONSTRUCTIVE)

(۲) ودھونساتمک (DESTRUCTIVE)۔ رچناتمک کام اسکول کی صفائی وغیرہ ہے مثلاً ہندو یونیورسٹی دان سے بنی۔ سماجی فرائض کو دلچسپی سے پورا کرنا جیسے پہلوان داؤ پیچ سکھاتا ہے۔ یہاں پر ماسٹر سنگھ صاحب نے اشارۃً یہ جملہ کہا؛ سماجی فرائض میں یہ باتیں شامل ہیں:

(۱) اپنی بھلائی کے ساتھ دوسروں کی بھلائی کی حفاظت کرنا۔

(۲) سماج کی بھلائی کو دیش کی بھلائی سے اوپر رکھنا۔ ماسٹر سنگھ صاحب نے کہا کہ ہندوستان کا ذہن ہے کہ پوری دنیا ایک کنبہ ہے۔ ہندو مذہب سناتن (سب سے پرانا) ہے۔ عیسیٰ سے عیسائی ہوئے۔ مسلمان مذہب سب سے بعد میں آیا۔

(۳) اپنے فرائض کو سمجھ کر دوسرے لوگوں کے ساتھ نبھانا کیونکہ ضروریات کے لیے ہم ایک دوسرے پر منحصر رہتے ہیں۔

(۴) انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اعلیٰ کاموں کو کرنے کے لیے خدا نے اسے اعلیٰ عقل دی ہے۔

(۵) معمولی مفاد کے لیے سماج کی اعلیٰ بھلائی کو نظر انداز کرنا اخلاقی جرم ہے۔

(۶) سائنس کی ترقی کے ساتھ اخلاقی قدروں کو فروغ دینا۔

(۷) خراب سنسکاروں کو ختم کرنا اور روحانیت کو فروغ دینا۔

(۸) بچوں کا ماحول اچھا بنانا۔

(۹) بچوں کو ان کی طاقت سے روشناس کرانا۔ یہاں ماسٹر سنگھ صاحب نے ہنومان جی کی طاقت کی مثال پیش کی۔

(۱۰) دیش اور سماج کا قرض چکانا، جیسے باؤلی بنانا، تالاب کھدوانا، کنوئیں کھدوانا وغیرہ۔

(۱۱) جو جہاں ہے اپنا فرض نبھائے۔

غلطی کے لیے ابتدائی سدھار

(۱) غلطی پر پچھتانا۔ (۲) غلطی سدھارنا۔

(۳) غلطی نہ کرنے کا عہد کرنا۔ (۴) ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا۔

اسی روز (1.5.86) لکچھمی شنکر مصرا جی نے گیت سکھانے کے لیے کلاس لیا اور ملک کے موجودہ حالات یعنی خالصتان کی مانگ اور کشمیر کا پاکستانی جھگڑے پر گیت سنوائے۔

تاریخ 2.5.86

اسی روز ماسٹر سنگھ صاحب نے چنتن (MEDITATION) پر لکچر دیا۔

(۱) کردار اور اخلاق سے انسان افضل ہے

(۲) مثالی (IDEAL) انسان وہ ہے جو من سے اور کردار سے ایک ہو۔ خود غرض انسان کبھی بھی مثالی (IDEAL) نہیں ہو سکتا ہے۔ اچھا آدمی ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ خراب انسان کی بناوٹی شکل ہوتی ہے۔ ٹیچرس لائٹ ہاؤس کا کام کرتے ہیں۔

(۳) چنتن (MEDITATION) اور عقل مندی۔ ایسے لوگ اچھا برا دونوں سوچتے ہیں اس سے اچھے سنسکار بنتے ہیں۔ چنتن ایک دماغی کام ہے۔ ...... اس سے ہم سوچتے اور غور کرتے ہیں اسی بنا پر آج تعمیری کام ہو رہے ہیں۔ وچار (IDEA) اور نتائج (RESULT) میں بہت گہرا تعلق ہے

(۴) پڑھنے، سوچنے، غور کرنے اور اچھی صحبت سے دماغی خیالات اچھے ہوتے ہیں۔

اسی روز ماسٹر پانڈے جی نے اپنے کلاس میں یہ باتیں بتائیں۔

خدا نے انسان کو اپنی سبھی خصوصیات سے سنوارا ہے لیکن انسان دنیا کو سب کچھ سمجھ کر خدا کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ ماسٹر پانڈے جی نے آتم مولیہ (روح کی قیمت) کو ثابت کرنے کے لیے پران کی کہانی شیر اور شادک کی مثال پیش کی اور رامائن کے کرم یوگی کی مثال پیش کی کہ پونر جنم (بار بار جنم لینا) سب سے بڑا دکھ ہے۔ مرنے سے کچھ لمحے پہلے پورے جنم کا نقشہ سامنے آتا ہے کیونکہ کال (جنم) کا پرداجواس کے دماغ پر پڑا رہتا ہے۔ وہ مرتے وقت ہٹ جاتا ہے۔

ہماری حالت کیا ہے؟ اس سلسلے میں ماسٹر پانڈے جی نے ماسٹر سنگھ صاحب کی باتوں کو دہراتے ہوئے انسانوں کی چار قسمیں بتائیں۔

(۱) نرپامر، اس میں وہ لوگ آتے ہیں جو انسان نہیں۔ اپنی خواہشات اور اپنے مقصد کو پورا کرنے میں ہی لگے رہتے ہیں۔ پاتنجلی بابا بہت ہی عقل مند تھے انھوں نے اٹھارہ کتابیں لکھیں اور لوگوں کو میگھا دان (عقل بخشی) دیا اس سلسلے میں ماسٹر پانڈے جی نے کہا کہ جیسا کھانا ہوگا۔ ویسی ہی عقل ہوگی۔ پیٹ ایک ہون کنڈ (ایک کڑاہا) ہے۔ اس میں اچھی چیزیں ڈالنا چاہیے۔ جیسے ہون کنڈ میں اچھی چیزیں ہی ڈالی جاتی ہیں۔ اگر گوشت خور ہے تو اس کی موت بدقت ہوگی اور وہ ...... ہم یونی نیچے ہو جائے گا جس میں اسے تڑپنا پڑےگا اس سلسلے میں ماسٹر پانڈے جی نے گائے اور بکرا کاٹنا افسوسناک اور غلط بتاتے ہوئے کہا کہ جب کبھی میں بکرا کاٹتے وقت لوگوں کو دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ لوگ کتنے پاپی ہیں۔ کیونکہ گائے کی ہی یونی کے بعد خدا نے انسان کو بنایا ہے۔ جو لوگ گوشت کھاتے ہیں وہ جب پیٹ میں جا کر سڑتا ہے تو اس سے جسم گندا ہو جاتا ہے۔

(۲) نرپشو، وہ انسان جو اپنی خواہشات پوری کرنے میں ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ تلسی داس جی نے نرپشو کو بھی نرپامر ہی بتایا ہے جبکہ دھرم کے معنی دوسروں کو سکھی دیکھ کر خود سکھی ہونا چاہیے۔

(۳) نرمانو (سادھک) یا سدھ وہ انسان جس نے اپنے مقصد کو سمجھ لیا اور آگے بڑھا۔

(۴) مہامانو، جس نے اپنے مقصد

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

عالم اسلام

— محمود الازہار ندوی

افغان مجاہدین زمین سے فضا میں مار کرنے والے برطانوی میزائل استعمال کر رہے ہیں

افغان مجاہدین روسی ہیلی کاپٹر کو گرانے کے لئے برطانیہ کے بنے ہوئے زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل استعمال کر رہے ہیں۔ افغان مجاہدین نے ۳۰ بلوپائپ شولڈر میزائل حاصل کر لئے ہیں یہ بلفاسٹ کے شارٹ برادرز نے تیار کئے ہیں، اطلاعات کے مطابق مجاہدین کو یہ میزائل نائیجیریا کے ایک دلال کی معرفت دیئے گئے ہیں۔ برطانیہ کے جینز ڈیفنس ویکلی جریدے کے مطابق افغان مجاہدین کے پاس پہلے ہی امریکہ اور روس کے بنے ہوئے میزائل موجود ہیں مگر برطانیہ کے بلوپائپ میزائل میں ریڈیو کنٹرول سسٹم موجود ہے تاہم کہا گیا ہے کہ روس انفرا ریڈ شعاعوں کے ذریعہ ان میزائل کے حملوں کو ناکارہ بنا سکتا ہے۔ افغانستان ریڈیو نے دعویٰ کیا تھا کہ پکتیہ صوبے میں مجاہدین سے متعدد ایسے میزائل برآمد کئے گئے تھے، شارٹ برادرز نے اس اطلاع پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے کہ یہ میزائل کس طرح مجاہدین تک پہونچے۔ یہ میزائل برطانیہ کی فوجوں کے علاوہ دس ممالک کی افواج کو فروخت کئے گئے ہیں۔ کمپنی کے ترجمان نے صرف اتنا کہا ہے کہ وہ تمام سودے وزارت دفاع کی منظوری سے کرتے ہیں جریدے کے مطابق بلوپائپ میزائل روسی ہیلی کاپٹر گرانے کے لئے بہت ہی مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ روسی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں سے ان میزائلوں کے نشانے کو تبدیل کرنے کے لئے شعاعیں پھینکی جاتی ہیں ان سے یہ میزائل بھٹک نہیں سکتے، جریدے کے مطابق افغان مجاہدین کو امریکہ سے اسٹنگر میزائل بھی مل چکے ہیں

برما کے مسلمانوں کی دو تنظیموں نے عظیم تر قومی مفاد میں متحد ہونے کا اعلان کر دیا

روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن اراکان کے صدر نور الاسلام اور رہنگیا پیٹریاٹک فرنٹ اراکان کے صدر شبیر حسین نے اراکان، کے عوام کے عظیم تر مفاد، تمام قومی سیاسی اور نظریاتی امور پر یکساں سوچ اور فکر رکھنے کی بنا پر باہم متحد ہونے کا اعلان کیا ہے، اور اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ اراکان کے عوام کے حقوق کے لئے نئے حوصلے اور جذبے سے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھیں۔ اس سلسلہ میں دونوں کے دستخطوں سے ایک مشترکہ اعلان جاری کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اب یہ بات راز نہیں ہے کہ کس طرح اراکان برما کے روہنگیا مسلمان برما کے اندر تمام کی قومی سرگرمیوں میں مکمل تعاون کے باوجود ظلم و تشدد کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں، روہنگیا مسلمانوں کا قتل عام مسلح جد و جہد کے بغیر نہیں روکا جا سکتا جس کے لئے روہنگیا مجاہدین کا اتحاد نہایت ضروری ہے اس لئے ان دونوں جماعتوں نے آپس میں اتحاد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

برطانوی کمپیوٹر پروگرامرز نے اردو کا پروگرام پروسیسر تیار کر لیا ہے

برطانیہ کے تین نوجوان کمپیوٹر پروگرامرز نے اردو زبان کے الفاظ کا پروگرام پروسیسر تیار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے، اس کامیابی کے بعد اردو بولنے والے مائکرو کمپیوٹرز اپنی زبان میں پیغام رسانی کر سکیں گے اس پروگرام کی اسکولوں میں آزمائش کر لی گئی ہے۔ اور اردو بولنے والے ایسے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں گے جو دوسری زبانیں سیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پروگرام پروسیسر تاجروں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگا، پروگرام پروسیسر تیار کرنے والے یہ برطانوی ٹیم اب بنگالی، پنجابی اور عربی زبانوں کے پروگرام پروسیسر تیار کرنے پر کام کر رہی ہے۔

برازیل میں مسلمانوں کی تعداد دس لاکھ ہے

برازیل میں مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ برازیل میں مسلم آبادی میں جو اضافہ ہو رہا ہے اس میں تارک وطنوں کے علاوہ مقامی لوگ بھی شامل ہیں۔

شباب ابی بکر صدیق کے جنرل سکریٹری احمد علی صیفی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک سے برازیل میں اگر دین کی تبلیغ کے لئے کچھ اساتذہ، مبلغ اور واعظ آ جائیں تو بہتر ہے، اس سے ہزاروں نئے مسلمانوں کی فقہی شرعی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ برازیل میں آباد مسلمانوں کی تعداد دس لاکھ ہے وہ شمالی افریقہ اور ٹسن کے مزدوروں کی شکل میں یہاں آئے تھے، انھیں میں بہت سے لوگوں نے مقامی عورتوں سے شادی کر لی، مسجدیں بنوائیں لیکن اقتصادی کمزوری نے ان کے اسلامی خیالوں کو بڑھنے نہیں دیا۔

چین میں مسجدوں کی آبادکاری

چین کے شہر یانزوھ (YANZHOU) کی کرن مسجد تقریباً ۲۰ سال کے بعد عبادت کے لئے کھول دی گئی ہے، مذکورہ مسجد ۱۲۷۵ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ یہ مسجد چین کے چار بہترین مسجدوں میں سے ایک ہے، دیگر مساجد زیجیانگ، انوزیان، گوانگ ڈونگ علاقوں میں ہیں۔ یانزوھ علاقہ کی اس مسجد کو ساتھ کرن مسجد کہا جاتا ہے، ماؤزے تنگ کے دور حکومت میں کمیونسٹ فوج نے مسلم علاقہ کو بند کر دیا تھا اور یہاں عبادت میں منہمک متعدد مسلمانوں کو بلا وجہ گرفتار کر کے چین کے دوسرے علاقائی جیلوں میں رکھا تھا۔

۱۹۷۶ء میں اس مسجد میں عبادت (نماز) شروع کرنے کی کوشش کرنے والے مسلم نوجوانوں کو بھی گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا گیا تھا۔ لاپرواہی اور ویرانی کی وجہ سے یہ قدیم مسجد شکستہ ہو گئی تھی، اور دیواروں میں شگاف و دراڑ پڑ رہے تھے۔ مسلمانوں نے چین سرکار سے التماس کی تھی کہ وہ اپنے خرچ سے اسے درست کر والیں گے انھیں مرمت کرنے کی اجازت دی جائے۔ ۱۹۷۸ء میں ریاستی حکومت نے خود اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور تقریباً ۸ سال بعد یہ کام پورا کیا گیا، ان ۸ سالوں کے دوران مسلمان یہاں نماز پڑھتے رہے۔

سرکاری رپورٹ کے مطابق چین میں فی الحال دو کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں اور یہی ان کی آبادی کا ثبوت ہے۔

یہ چین کی حکومت گذشتہ کچھ سالوں سے مسلم ساجد اور اداروں پر نظر عنایت کر رہی ہے۔ شاید اس کی واحد وجہ یہ بھی ہو کہ سرکار مشرق وسطیٰ کے امیر مسلم ممالک کو چین میں سرمایہ لگانے کے لئے ترغیب دینا چاہتی ہے اور ان ممالک سے آنے والے سیاحوں کو خوش کرنا چاہتی ہے۔ ماؤ کے زمانہ میں بند پڑی بھی مسجدوں کو سرکار نے آباد کرنے اور حلال گوشت والے ہوٹل کھولنے کی اجازت دی ہے، ماؤ کے انتقال کے بعد یہ ایک خوشگوار تبدیلی ہے، چین کے مسلم دانشوروں میں اب دنیا کے دیگر مسلم ممالک میں آ جا رہے ہیں۔ گذشتہ سال سرکار نے خود ایسے دس مسلم وفود پاکستان، سعودی عرب، اردن، مصر اور مشرق وسطیٰ کے دیگر مسلم ممالک کو بھیجے تھے۔

ہندستان میں اقلیتوں کی آبادی میں اضافہ

گذشتہ برسوں میں جہاں ایک طرف ہندستان کی مجموعی آبادی میں اضافہ ہوا ہے وہیں اس ملک میں آباد اقلیتی فرقوں کی آبادی میں بھی اکثریتی فرقے کی آبادی کے مقابلے میں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ بڑھی ہے۔

اگر ہم رجسٹرار جنرل اور سنسس کمشنر آف انڈیا کے شائع کردہ مختلف گوشواروں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۸۱ء تک اقلیتی فرقوں کی آبادی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً ۱۹۷۱ء کے درمیان ہندو آبادی ۲۰٫۲۹ فیصد بڑھی تو اسی بیچ مسلم آبادی میں ۳۰٫۸۵ فیصد، عیسائی آبادی میں ۲۷٫۳۸ فیصد سکھ آبادی میں ۱۵٫۲۵ فیصد بودھ آبادی میں ۱۷٫۱۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح ۱۹۷۱-۱۹۶۱ء کے درمیان ہندو آبادی ۲۳٫۶۹ فیصد بڑھی جبکہ دیگر اقلیتوں کی آبادی میں جو اضافہ ہوا وہ اس طرح ہے کہ مسلم ۳۰٫۸۵ فیصد، عیسائی ۳۲٫۶۰ فیصد، سکھ ۳۲٫۲۸ فیصد، بودھ ۱۲۰٫۱۷ فیصد اور جین ۲۸٫۴۸ فیصد ۱۹۸۱-۱۹۷۱ء کے درمیان ہندو آبادی میں ۲۴٫۱۵ فیصد اضافہ ہوا۔ جب مسلم آبادی ۳۰٫۵۸ فیصد عیسائی آبادی ۱۶٫۷۷ فیصد سکھ آبادی ۲۶٫۱۵ فیصد بودھ آبادی ۲۲٫۵۲ فیصد اور جین آبادی ۲۳٫۶۹ فیصد کے حساب سے بڑھی ہے۔

اس فیصد اضافے کو مندرجہ ذیل گوشوارے کے ذریعے اور بھی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے: دس سال میں اعلیٰ اضافہ فیصد تقریباً نصف رہ گیا جب کہ مسلم، سکھ، جین، اور بودھ آبادی کا فیصد اضافہ ان دس برسوں میں کافی تیز رہا ہندو فیصد آبادی بھی ابتدائی دس برسوں کے مقابلے میں آخری دس برسوں میں کافی بڑھی ہے۔

اب آئیے ذرا مختلف ریاستوں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ایسی کتنی ریاستیں یا یونین ٹیریٹریز ہیں جہاں اقلیت کی تعداد فیصد مجموعی طور پر اکثریت سے زیادہ ہے۔ مسلم اقلیت جموں کشمیر میں ۶۴٫۱۹ فیصد ہے اور لکش دیپ میں ۹۴٫۳۸ فیصد عیسائی اقلیت ناگالینڈ میں ۸۰٫۲۱ فیصد اور میزورم میں ۸۳٫۸۱ فیصد ہے۔ سکھ اقلیت پنجاب میں ۶۰٫۷۵ فیصد ہے۔ جین اور بودھ اقلیتی فرقے کی کہیں اکثریت نہیں ہے۔ ان کی سب سے

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

چینی مسلمان

ترجمہ: ——— شیر افگن

گھنی آبادی اور قدیم تہذیب و ثقافت کے لحاظ سے چین کو دنیا میں ایک خاص مقام حاصل ہے اس ملک میں اسلام کی شعاعیں حضرت عثمان غنی رضی کے دور خلافت میں پہونچیں۔ اسلام کے رشتہ سے تمام مسلمان چاہے وہ چین کے باشندے ہوں یا دنیا کے کسی اور خطہ میں رہتے ہوں آپس میں سب بھائی بھائی ہیں۔ چین نے چند سال پہلے اپنی خارجہ پالیسی میں تبدیلی کے ذریعہ اسلامی ممالک سے اپنا رابطہ بحال کر لیا ہے جس کے نتیجہ میں چینی مسلمانوں کا تعلق دیگر مسلم ممالک کے مسلمانوں سے قائم ہو گیا ہے۔

ہم اپنے اس مضمون میں جمہوریہ چین اور اس کے جغرافیائی و تاریخی حالات پر روشنی ڈالیں گے پھر چین میں اسلام کے داخلہ اور وہاں کے مسلمانوں کے احوال و کوائف پر بھی معلومات فراہم کریں گے۔

جمہوریہ چین مشرقی ایشیا میں واقع ہے اس کا رقبہ ۳۰،۰۰۰ ۹۳ لاکھ مربع میل ہے۔ اور کثرت آبادی کے اعتبار سے دنیا کا پہلا ملک شمار کیا جاتا ہے یہاں کے باشندوں کی آبادی ایک ہزار ملین ہے جو تین قوموں میں بٹے ہوئے ہیں چینی، سیکنگ اور تبتی۔ چین کے شہر ایشیا کے ترقی یافتہ اور خوبصورت ترین شہر مانے جاتے ہیں۔ جن کی عمارتیں خاص طرز تعمیر کی بنا پر شہرت رکھتی ہیں۔ انتظام حکومت کے اعتبار سے چین ۲۴ صوبوں میں بٹا ہوا ہے اور یہ صوبے متعدد ضلعوں اور تحصیلوں میں تقسیم ہیں۔ آثار چین کی سب سے اہم چیز دیوار چین ہے جس کا شمار دنیا کے سات عجائبات میں ہوتا ہے جس کو شہنشاہ شین (CHEN) نے تیسری صدی قبل مسیح میں تعمیر کرایا تھا اس کی لمبائی ۲۸۰۰ کیلو میٹر ہے اس شہر پناہ کی تعمیر کا مقصد شمال سے آنے والے منغولی قبائل کے حملوں سے چین کو بچانا تھا۔ اور یہ دیوار اب بھی موجود ہے۔

چین کی تاریخ عجائبات و واقعات سے بھری پڑی ہے اور اس کی قدیم تہذیب کا سرا ۵ ہزار قبل مسیح تک پہونچتا ہے۔

چین قدیم دور میں مختلف قبیلوں میں تقسیم تھا اور یہ تمام قبیلے مکمل طور پر آزاد اور خود مختار تھے۔ ۲۲۵ ق م میں یہاں پہلی دفعہ شہنشاہیت کا قیام عمل میں آیا جس کے بعد دیگرے متعدد حکومتیں قائم ہوتی رہیں۔ ۱۹۱۱ء میں ڈاکٹر صن یات سن کا انقلاب نمودار ہوا جس نے مانچو کی ۲۶۸ سالہ حکومت کا تختہ پلٹنے کے بعد چین میں جمہوریت کا اعلان کیا۔ ادھر بیسویں صدی کے نصف اوائل میں شمالی اور جنوبی باشندوں نے ملکی سیاست اور لیڈرشپ کے خلاف زبردست طریقہ پر آواز اٹھائی اور ۱۹۴۹ء میں ماؤسی ٹونگ (MAOTSE TOUNG) کی قیادت میں شمال کے انقلابی کمیونسٹوں نے ملک پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۵۹ء میں تبت کا علاقہ بھی موجودہ قیادت کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ تبت کو اسلامی فوجوں نے یزید بن معاویہ ولید بن عبد الملک اور دوسرے حکمرانوں کے زمانہ میں فتح کیا تھا۔

جہاں تک سکنیک کے علاقہ کا تعلق ہے تو یہ ایجور قبائل کا وطن تھا جو شرقی ترکوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے مسلمانوں نے اس حصہ کو قتیبہ بن مسلم الباہلی کی قیادت میں ۹۵ھ میں فتح کیا لیکن ۱۷۶۰ء میں چینی اس پر غالب آ گئے اور اس کو اپنی حکومت میں ملا لیا۔ اس علاقہ کے اکثر باشندے مسلمان ہیں اور یہ حصہ رقبہ کے اعتبار سے سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔

درحقیقت چین میں اسلام کی آمد کی تاریخ تقریباً چودہ سو سال پرانی ہے یہاں کے مسلم باشندوں کی مجموعی تعداد تقریباً ۱۰۰ ملین ہے جو ملک کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس ملک میں اسلام دو راستوں سے داخل ہوا اول وسطی ایشیا کو پار کر کے بری راستہ سے دوم خلیج عرب، بحر ہند اور بحیرہ چین کو عبور کر کے بحری راستے سے مسلم تجار کے ذریعہ یہ دولت اس ملک تک پہونچی۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ چین میں سب سے پہلے اسلام کا کلمہ تانج (۶۱۸-۹۱۷) کے زمانہ قیادت میں بلند ہوا ان دنوں چین کے باشندے ابتدائی مسلمانوں کو "ہوی" کہا کرتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ مسلمان تشی کوی (TCHE-KIANG) نامی شہر سے آئے ہوئے ہیں جو ایک عربی جزیرہ ہے۔ بعض تاریخی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ چینی کے مسلمانوں کو اسلام کے متعلق صحیح واقفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پانچ سال بعد ہوئی۔ اور یہ بات مشہور ہے کہ یہاں اسلام کے نشر و اشاعت کا آغاز سانچ آن (CHANG) کے بندرگاہ سے تانج کے عہد حکومت میں ہوا اور یہیں سے اس کی جڑیں مضبوط و مستحکم ہو کر پھیلنے لگیں چنانچہ ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں متعدد عرب وفود آئے ساتھ ہی جب ایشیا میں اسلام کی اشاعت شروع ہوئی تو بہت سے مسلمانوں نے چین کا رخ کیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ ۱۳۳ھ میں چینیوں اور مسلمانوں کے درمیان تصادم ہوا جس میں مسلمان اپنی قلت تعداد و کم مائگی کے باوجود بہت بڑی چینی اکثریت پر غالب آئے اور اسی وقت سے اس ملک میں دعوت اسلامی کا دروازہ کھل گیا اور مسلمان وسط ایشیا کی طاقتور قوم سمجھے جانے لگے۔

پھر خلیفہ منصور کے زمانہ میں چین میں شہنشاہ ہوان تونج کے خلاف بغاوت پھوٹ پڑی جس کو دبانے کے لیے شہنشاہ نے خلیفہ سے مدد چاہی خلیفہ نے اس کے لیے چار ہزار مجاہدین کی ایک فوج روانہ کر دی جس نے چین پہونچ کر بغاوت کا قلع قمع کیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی اور وہیں ازدواجی رشتے بھی قائم کر لیے یہ مجاہدین چین میں اسلامی معاشرہ کے قیام کے گویا بیج تھے۔

چین کی تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلم و ستم اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان سب کے باوجود مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے تشخص اور دین و عقیدہ کی پاسبانی کی چنانچہ مانشو کے دور سلطنت (۱۸۶۴) میں مسلمان ایک ایسی جنگ سے دوچار ہوئے جو ان کی بیخ کنی کے درپے تھی اس میں شمال اور شمال مغرب کے تقریباً دس ملین مسلمان کام آئے پھر جب مسلمان کھڑے ہوئے اور جہاد کا اعلان کیا تو مانشو کی فوجوں نے مکمل طور پر تمام اسلامی علاقوں کا صفایا کر دیا یہاں تک کہ ۱۹۱۱ء میں مسلمان قتل عام کے شکار ہوئے لیکن ڈکٹیٹر شپ کے ختم ہونے پر جب جمہوریت کا نظام قائم ہوا تو پھر حالات میں زبردست تبدیلی آئی اور مسلمانوں کے سلسلہ میں یہ رائے قائم ہوئی کہ اس ملک میں مسلمانوں کی بھی ایک قومی حیثیت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور دستور میں دین و عقیدہ کی مکمل آزادی دی گئی جس سے چینی مسلمانوں نے بہت فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو از سر نو منظم کرنا شروع کر دیا اس کے لیے انہوں نے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جو ان کے مصالح کی فکر رکھے اور ان کے تشخص کی پاسبانی کرتی رہے لیکن یہ لمحات بھی ظلم و ستم کی سختیوں سے خالی نہیں رہے۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ ان کی نوعیت کچھ دوسری تھی۔ انہیں حالات میں چین میں کمیونزم داخل ہوا اور یہیں سے چین میں اسلام اور مسلمانوں کے سامنے ایک نیا مرحلہ آیا۔ کمیونزم کے ورکروں نے اس دیار سے اسلام کو مٹانے اور اسے نیست و نابود کرنے کی پلاننگ شروع کر دی اور اسلام کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لیے انہوں نے ہر قسم کے وسائل و ذرائع کا سہارا لیا جس کے لیے اپنی نظریاتی کتابوں کا وہاں کی مقامی زبانوں میں ترجمہ کر کے مسلمانوں میں کمیونزم اور مارکسی افکار و خیالات کی اشاعت شروع کر دی چنانچہ اس نظام نے ان تمام کامیابیوں پر پانی پھیر دیا جسے مسلمانوں نے عہد جمہوریت میں حاصل کیا تھا اور جن کوششوں کے نتیجہ میں انہوں نے ایک ایسا دینی ادارہ قائم کر لیا تھا جو ازہر کے طریقۂ تعلیم پر گامزن تھا۔ اور جہاں سے ایسے علماء اور ائمہ پیدا ہوتے تھے جو اسلامی معاشرہ کی مقامی ضروریات کو پورا کرتے تھے ساتھ ہی ازہر کے مبعوثین علماء کا یہاں کے مسلمانوں کو بیدار کرنے میں بڑا ہاتھ تھا لیکن اس "ثقافتی انقلاب" نے تمام اسلامی کتابوں کو جلا ڈالا اسلامی ادارے اور دینی رسائل بند کر دیے گئے اور مسلمان علماء کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی لیکن کچھ ہی دنوں بعد اس آتش فشاں کی گرمی پھر دھیمی اور ماؤسی تونگ کے مرنے کے بعد جب ماحول کچھ پرسکون ہوا تو وہاں کے مسلمانوں نے اس بات کی سخت ضرورت محسوس کی کہ اسلامی ملکوں کا راستہ ان کے لیے کھول دیا جائے اس کے نتیجہ میں چینی حکومت نے ۱۹۷۹ء میں اس بات کی اجازت کے فرمان جاری کر دیے کہ ملک کے بعض حصوں کے مسلمان اپنے دینی شعائر ادا کر سکتے ہیں۔ اور وہ مسجدیں کھول دی گئیں جنہیں آثار قدیمہ میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔

چین کے مسلمان مختلف جماعتوں اور متعدد قوموں میں تقسیم ہیں جن میں اہم ترین یہ ہیں:

ترک — یہ قوم سیکینگ (چینی ترکستان) میں آباد ہے

ہوی — یہ لوگ سیکینگ کے پڑوس میں اندرونی حصوں میں آباد ہیں۔ اس قوم کے آبائی رشتے عرب مسلمان تاجروں اور ان مجاہدین سے ملتے ہیں جنہوں نے چین کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور یہیں شادیاں کر لی تھیں۔

چینی مسلمان — یہ لوگ چین کے بقیہ حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر ہم ان علاقوں کا جائزہ لیں اور خاص طور پر ان مقامات پر نظر ڈالیں جہاں اسلامی چھاپ ہے اور جہاں کی اکثریت آبادی مسلمانوں کی ہے تو ہمیں بہت سے اسلامی تہذیب و تمدن اسلامی عادات اور اسلامی آثار کے مظاہر دیکھنے کو ملیں گے۔ پیکنگ (PEIKING) جو چین کا پایۂ تخت ہے وہیں چینی اسلامی ایسوسی ایشن کا ہیڈکوارٹر ہے۔ یہ ایسوسی ایشن اپنے زیر سرپرستی ایک بڑا دینی ادارہ بھی چلاتی ہے جہاں سے پورے چین کے لیے مسجدوں کے امام اور خطباء مہیا کیے جاتے ہیں۔

اس ایسوسی ایشن نے ڈھائی لاکھ قرآن مجید کے نسخے بھی حال ہی میں طبع کرائے ہیں نیز اس کے زیر اہتمام بنیادی کتابوں کی ایک بڑی تعداد کا چینی زبان میں ترجمہ بھی ہوا ہے۔ نیز ان دنوں ایسوسی ایشن نے اسلامی وفود دوسرے ملکوں کو بھیجنے اور چینی مسلمانوں کے لیے حج کی سہولتیں فراہم کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔ یہ ایسوسی ایشن "چینی مسلمان" کے نام سے ایک رسالہ بھی چینی اور اہل شمال کی زبان میں شائع کرتا ہے۔

پیکنگ کی مسجد نیوزی مسجد کے نام سے جانی جاتی ہے اس میں ایک مکتبہ بھی ہے جو بعض مخطوطات اور دیگر اسلامی کتابوں پر مشتمل ہے۔ اسی سے متعلق بچوں کے لیے تحفیظ القرآن کا بھی ایک شعبہ ہے۔

جہاں تک شہر شیان کا تعلق ہے تو یہ

چین کے مغربی شمالی سمت میں پڑتا ہے یہاں کے باشندوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ یہ شہر اقتصادی اور ثقافتی نقطۂ نظر سے مرکزی حیثیت رکھتا ہے نیز تجارت کی عام شاہراہ پر ہونے کی وجہ سے عرب اور چین کے درمیان اتصال کا قدیم مرکز چلا آ رہا ہے یہاں پر ایک خواجہ کی مسجد ہے جو شہر کے اہم تہذیبی آثار میں شمار کی جاتی ہے اس کا رقبہ ۱۳ ہزار مربع میٹر ہے اور یہ نو سو سال سے زیادہ قدیم چینی طرز پر بنی ہوئی ہے۔ رابطہ عالم اسلامی اور پاکستان کے تعاون سے اس میں حال میں کچھ ترمیم ہوئی ہے۔

اسی طرح سیکینگ کا اسٹیٹ ہے جو چین کے مغربی شمالی حصہ میں واقع ہے اور جس کا رقبہ چین کا ۱/۶ حصہ ہے سونا، پٹرول اور زرعی محاصل کے اعتبار سے چین کا سب سے مالدار اسٹیٹ سمجھا جاتا ہے۔ یہاں کے اکثر باشندے مسلمان ہیں ان کی زبان سرکاری تسلیم شدہ زبان ہے جو عربی حروف میں لکھی جاتی ہے۔ آج کل اس اسٹیٹ میں ایک سرگرم تحریک ان پرانی مسجدوں کی جدید کاری کے لیے جاری ہے جو ماضی میں منہدم کر دی گئی تھیں ساتھ ہی نئی مسجدیں بھی تعمیر ہو رہی ہیں۔ اس اسٹیٹ کے موجودہ مساجد کی تعداد ۱۲ ہزار ہے۔ شہر اورمشی جو اس اسٹیٹ کا دار السلطنت ہے یہاں پر ایک سفید مسجد ہے جو بہت کشادہ اور خوبصورت ہے اور نمازیوں سے بھری رہتی ہے۔

شہر کاشغر تاریخی اور اسلامی خصوصیات کے اعتبار سے اس اسٹیٹ کا ایک اہم شہر ہے اس میں بیس لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ پھر شہر تورفان کا نمبر آتا ہے جو اورمشی دار السلطنت سے تقریباً ۲۰۰ کیلو میٹر دور ہے اس کی اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے یہاں کی مشہور مسجدوں میں قاضی کی مسجد اور سفید مدرسہ کی مسجد ہے اس شہر کی تاریخ ۲ ہزار سال پرانی ہے اور یہاں کے آثار قدیمہ میں برج سلیمانی ہے جو عید گاہ کا کام دیتا ہے اس کا ایک منارہ بلند ہے اس برج کی تعمیر ۲۰۰ سال پہلے ایک مسلمان حاکم نے کرائی تھی۔

یہیں ایک شہر شن شین بھی ہے جو یہاں کی ایک بڑی مسجد (نبی مارکیٹ) کی وجہ سے مشہور ہے یہ پہلی صدی ہجری کی چینی طرز کی تعمیرات میں سے ہے۔

آخری اسٹیٹ ننغشیا کا ہے جو ہوی قوم کا اپنا اسٹیٹ ہے اس قوم کا دین اسلام ہے اور دار السلطنت شہر ینشوان ہے یہاں پر ستر ہزار سے زیادہ مسلم آبادی ہے۔ اسی دار السلطنت میں ستمبر ۱۹۸۹ء میں اقتصادی اور فنی تعاون پر انٹرنیشنل اسلامی کانفرنس ہوئی جو عالم اسلام سے چین کے روابط قائم ہونے کے بعد پہلی کانفرنس تھی اسی موقع پر ایک اسلامی ثقافتی مرکز کی بنیاد بھی رکھی گئی۔ اس موقع پر عربی زبان جو قرآن کی زبان ہے مختلف اسلامی ملکوں سے آنے والے مہمانوں کے لیے خوش آمدید کے کلمات سے حرفوں کو مزین کیے ہوئے تھی۔

ننغشیا کے اسٹیٹ میں مساجد کی تعداد ۲۰۰۰ سے زیادہ ہے جن میں مشہور ترین تونغشین اور تقوان کی نو تعمیر مسجدیں ہیں جو شہر ینشوان میں واقع ہیں۔ ان مسجدوں میں دینی شعائر کے احیاء کے لیے تقریباً ۲۰۰۰ امام مقرر ہیں اسی طرح عربی زبان کے علوم اور فقہ اسلامی کی تعلیم کے لیے ۲۹۰۰ معلمین کی خدمات حاصل ہیں۔

جہاں تک اس اسلامی مرکز کی بات ہے جس کی بنیاد ۱۸ ستمبر ۱۹۸۵ء کو رکھی گئی تھی تو یہ ایک مسجد، ایک اکیڈمی، ایک کتب خانہ، ایک اسلامی میوزیم اور غریب مفلس مسلمانوں کے لیے قیام گاہ نیز ۶۰۰۰ مربع میٹر کے رقبہ کے ایک ہسپتال پر مشتمل ہے۔

دنیا کے دوسرے خطوں اور چین کے مسلمانوں کے درمیان آپسی تعاون کا جذبہ اور اس کے لیے بھرپور کوشش ہی چینی مسلمانوں کے اسلامی تشخص اور ان کے وجود کو مستحکم بنا سکتی ہے۔ نیز اسی سے ان نقصانات کی تلافی بھی ہو سکتی ہے جس سے چینی مسلمان پابندی کے دور میں دوچار ہوئے اس تعاون کے بنیادی عناصر حسب ذیل ہیں:

● چین اور عالم اسلام کے دوسرے خطوں کے باشندوں کے ساتھ تہذیبی اور ثقافتی تعلقات کو مضبوط کیا جائے۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہاں کے نوجوانوں کے لیے شرعی علوم اور عربی زبان کی تعلیم کا نظم کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سطح پر کیا جائے۔ کیوں کہ یہ طریقہ کار چین میں اسلام کے نشو و نما کے لیے زیادہ مفید ہے۔ جیسا کہ ازہر کے مبعوث علماء کا اثر اس میدان میں واضح اور روشن ہے۔

● پیکنگ کے اسلامی ادارے کو کھولے جانے کا مطالبہ کیا جائے اور اس کی ہر طرح سے مدد کی جائے کیونکہ حقیقتاً یہ ادارہ چین کا ازہر تھا جو چین میں اسلامی قدروں کی حفاظت کے لیے ضروری سامان مہیا کرتا رہا اور اس کا بند ہو جانا چین میں اسلامی حرکت کے بند ہو جانے کے مرادف ہے۔

● علماء اور داعیوں کے وفود یہاں کے دورے پر روانہ کیے جائیں جس میں رمضان اور دوسرے اہم دینی مواقع کا خاص خیال رکھا جائے تاکہ وہاں کے مسلمانوں میں اپنی عظمت کا احساس پیدا ہو اور انہیں روحانی غذا فراہم ہو۔

● حج کے دائرہ کو پوری وسعت دی جائے اور وہ تمام رکاوٹیں ختم کی جائیں جو چینی مسلمانوں کو حج کی راہ میں درپیش ہیں۔ نیز اگر چینی حکومت حج کے اخراجات میں تعاون سے گریز کرتی ہے تو اسلامی حکومتیں چینی مسلمانوں کو بھرپور تعاون دیں۔

● قرآن مجید کے چینی ترجمہ کو طبع کرایا جائے جس کا سلسلہ ۱۹۲۹ء سے بند ہے نیز چینی اسلامی ↰ ایسوی ایشن کی سرگرمیوں میں تعاون کیا جائے اور وہاں کے دوسرے دینی اداروں کے لیے چینی زبان میں تالیف شدہ اور مترجم کتابوں کی طباعت میں حصہ لے کر ان اداروں کو تقویت دی جائے یا ان کے پاس جو کتابیں نہیں ہیں ان تک پہونچائی جائیں اسی طرح بہت سے وہ مخطوطات جو تصنیف کے بعد پرانی مسجدوں یا مکتبات میں پڑے ہوئے ہیں ان کی حفاظت کا سامان کیا جائے۔

● پورے چین میں ان قدیم مساجد کی ترمیم و تجدید میں فوری مدد کی جائے جو گرنے کے قریب ہیں۔ ●●

رات "تجھ کو بھی نہ بخشے گی سحر ہونے تک"

——— از ساگر چاپدانوی

آج کس شہر پہ ٹوٹی ہے قیامت دیکھو — آج کس گاؤں پہ آئی ہے مصیبت دیکھو
دیکھو دیکھو کہ نیا کونسا قانون بنا — اشک مظلوم کی آنکھوں میں جما خون بنا

صبح اخبار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل

ہولی آئی ہے تو اک ہول سا اٹھتا ہے یہاں — اور قربانی پہ دم خوف سے گھٹتا ہے یہاں
کوئی دیوس ہو جینتی ہو سہم جاتے ہیں ہم — رام نومی پہ دسہرہ میں تو جم جاتے ہیں ہم

دن گراں بار جب آتا ہے دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے دھڑکتا ہے دل

گھر میں شمشان کی رنگین گھڑی ہوتی ہے — گھر سے بھاگو تو قضا در پہ کھڑی ہوتی ہے
موت کے ہاتھوں میں کس طرح ہمیں سونپے گا — آگ میں جھونکے گا سینے میں چھرا گھونپے گا

اجنبی یاد جب آتا ہے دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے دھڑکتا ہے دل

رہتی ہے اپنے یہاں سنڈکول کی چھٹی — دل دھڑکتا ہے کہ ہوتی نہیں دل کی چھٹی
اک اک موڑ پہ چیتا کی سجا جمتی ہے — سانس لینے میں کبھی رکتی کبھی تھمتی ہے

یعنی اتوار جب آتا ہے دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے دھڑکتا ہے دل

ان دنوں موت کا ہر وقت ہے کھٹکا یارو — دم کبھی آنکھ کبھی لب پہ ہے اٹکا یارو
سانس آزاد فضاؤں میں ہے لیتے ایسے — ہائے خشکی پہ سفینہ کوئی کھیوے جیسے

آگے منجدھار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل

تجھ سے سیکھے اے مری جان کوئی دو رنگی — کانگریسی ہے کہیں اور کہیں جن سنگھی
کہیں چولا ہے یہ گاندھی کے بتھانے مورت — کہیں بے وجہ فسادات کی ڈھونڈھے صورت

بن کے غم خوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل

قومی یک جہتی کا اجلاس بلا اور بلا — اشک شوئی کی حسیں راہ دکھا اور دکھا
غور پہ غور کیے جا کہ ترا کام یہی — ہم کریں صبر کہ اپنا تو ہے انجام یہی

اب تجھے پیار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل

کب نہ چھڑکا ہے لہو ہم نے چمن پر بولو — کب نہ قرباں ہوئے ناموس وطن پر بولو
پھر بھی شکوہ ہے کہ ہم تیرے وفادار نہیں — ہم وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں

"غم دیدار" جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل

ہاتھ ہر ظلم پہ افسوس سے ملنے والے — دست آہن سے فسادی کو کچلنے والے
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک — "رات" تجھ کو بھی نہ بخشے گی سحر ہونے تک

تو، اداکار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل
کوئی تہوار جب آتا ہے، دھڑکتا ہے دل

سوال و جواب

— محمد طارق ندوی

سوال، کسی شخص نے کہا کہ فلاں چیز میرے ہاتھ بیچ دو جب منی آرڈر آئے گا تو تم کو قیمت دیدیں گے تو کیا یہ بیع صحیح ہو جائے گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں چونکہ قیمت ادا کرنے کا وقت مقرر نہیں ہے اس لیے بیع فاسد ہوگی۔

سوال: قربانی کی کھال خود استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی کی کھال خود استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن جب اس کو فروخت کر دیں گے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہو جائے گا۔ اسے استعمال نہیں کر سکتے۔

سوال: بھینس کی ایک سینگ کی خول اتر گئی اور سینگ کا گودا .... نہیں ٹوٹا تو اسکی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی بھینس کی قربانی درست ہے۔

سوال کیا کھال قصاب کو بطور اُجرت دے سکتے ہیں؟

جواب: قربانی کا کوئی جز کھال ہو یا گوشت بطور اُجرت قصاب کو دینا درست ہے نہیں ہے۔

سوال: مردار کی کھال استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مردار کی کھال کو جب دباغت دیدی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس کا استعمال جائز ہے۔

سوال: اگر امام کے سلام پھیرنے سے قبل مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہہ لیا تو وہ نماز میں شریک ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مقتدی نے امام کے سلام پھیرنے سے قبل تکبیر تحریمہ کہہ لیا ہے تو وہ نماز میں شریک ہو گیا اب وہ اس کو پوری کرے۔

سوال: اگر کوئی شخص جماعت میں پہلے سلام کے بعد دوسرے سلام سے پہلے شریک ہو جائے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں چونکہ مذکورہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا اسے جماعت کا ثواب نہیں ملے گا۔

سوال، قربانی کا گوشت کافر کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی اور عقیقہ کا گوشت کافر کو دے سکتے ہیں۔

سوال: ایک شخص ٹرین میں قبلہ رُو ہو کر نماز پڑھ رہا تھا کہ ٹرین دوسری سمت گھوم گئی ایسی حالت میں نماز پڑھنے والا کیا کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر معلوم ہو جائے کہ ریل مڑ گئی ہے تو نماز ہی میں گھوم کر قبلہ رو ہو جائے۔

سوال: ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ تمہارے سر کی قسم میں تمہارا فلاں کام کر دوں گا۔ پھر نہیں کیا تو کیا قسم کھانے والے کو کفارہ دینا ہوگا؟

جواب: خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے شرعی قسم منعقد نہیں ہوتی ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں کفارہ نہیں دینا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔

سوال: مرے ہوئے بیل کی ہڈی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار کی ہڈی، بال سینگ پاک ہیں۔ ان کی بیع و شرا بھی جائز ہے اور ان کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

سوال: کیا گروی رکھی ہوئی چیز سے مرتہن فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

جواب: گروی رکھی ہوئی چیز سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا مرتہن کے لیے جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا اس نابالغ بچہ کو جس کا باپ مالدار نہ ہو لیکن ماں مالدار ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: ہاں، اگر چھوٹے بچے کا باپ مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

سوال: اگر کافر کنوئیں میں نہا دھو کر نکلے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: نہیں، اگر کوئی کافر کنوئیں میں اترے اور اس کے بدن اور کپڑے پاک ہوں تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا اور اگر نجاست لگی ہوئی ہو تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ چاہے مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔

بقیہ اس تشویشناک...

ص ۲ سے آگے

کو پایا وہ کسی بھی کام کے لیے آزاد ہو جاتا ہے عیش کے لیے دوسروں کے ماتحت نہیں رہنا پڑتا جو چالاک ہوتے ہیں وہ اس دنیا کی فکر کرتے ہیں۔

اس سے فر ماسٹر مصرا جی نے راشٹر وندنا کتاب سے یہ گیت لکھائے۔ بھاؤ گیت (کریا گیت) بچوں کو ایکشن کے ساتھ سکھایا جائے گا۔

ہم کو کبھی ڈور نہ سمجھو
ہم کو تم کمزور نہ سمجھو
ہم چاہیں اس دھرتی کو
سونا سا چمکا دیں
اگر کہو تو توڑ گگن سے
تارے بھی ہم لا دیں
کومل ہمیں کیشور نہ سمجھو
سجگان، سب کو مل کر گانا ہوگا۔

اونچا کھڑا ہمالیہ آکاش چومتا ہے
نیچے چرن تلے پریت سندھ جھومتا ہے
گنگا یمونا ترپیتی ندیاں لہر رہی ہے
یہ پون بھومی میری یہ جنم بھومی میری
یہ ماتر بھومی میری یہ ماتر بھومی میری
اونچا کھڑا ہمالیہ آکاش چومتا ہے
(راشٹر وندنا کتاب سے)

ھردوار رشی کیش شانتی کنج کا ٹیپ رکارڈ سنایا گیا جس میں لوک مان تلک کا احوال آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ گوپال کرشن گوکھلے وغیرہ کا ذکر کیا گیا۔

تاریخ 3.5.86 ماسٹر آر پے سنگھ صاحب نے کلاس لیا۔

چریت (کردار)

انھوں نے بتایا کہ کردار دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) سمارتھ وادی (REALISTIC)

(۲) آدرش وادی (IDEALISTIC)

ماسٹر سنگھ صاحب نے سوال کیا بتایئے ہم ہندوستانی سمارتھ وادی ہیں یا آدرش وادی پھر خود جواب دیا کہ ہم ہندوستانی آدرش وادی ہیں۔

روزانہ کا ٹائم ٹیبل

(۱) اخلاق درست اور پاک ہونا چاہیے

(۲) سبھی سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

(۳) سماج ہی بچے کو خراب کرتا ہے۔

(۴) بھوک دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) دماغی بھوک۔ (۲) جسمانی بھوک۔

(۵) خاندان اچھی باتوں کے سکھانے کا اسکول ہے۔ یہیں سے بچہ محنت کرنا۔ کفایت شعاری

صفائی آپسی میل جول وغیرہ سے بہت سی اچھی عادتیں سیکھتا ہے اور خاندان ہی سے بچہ خراب عادتوں سے بچنا سیکھتا ہے۔

ویوہار (برتاؤ)

(۱) محبت بھرے اخلاق کے ساتھ ملنا، آواز میں۔ نرمی مٹھاس اور شرافت کا ہونا

(۲) اندری سینم (اپنے جسم کے حصوں کو قابو میں رکھنا) یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہمارا کھانا سا توک یا سادا ہو۔ اس سلسلے میں ماسٹر آر پی سنگھ صاحب نے کہا کہ میں جب بنارس جاتا ہوں تو اس مندر میں ضرور جاتا ہوں جس میں رانی پدمنی کے جوہر کی مورتیاں بنی ہوئی ہیں۔ رانی پدمنی نے اپنی عزت و آبرو بچانے کے لیے تقریباً پانچ ہزار عورتوں کے ساتھ جوہر تا لیا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر میں سوچتا ہوں کہ کتنا بے رحم بادشاہ رہا ہوگا علاء الدین کہ اس نے بے گناہوں کا خون بہایا اور اس کو دیا (رحم) تک نہ آیا۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا چاہیے

(۳) دوسروں کی اچھی باتیں اپنانا۔ اچھے سنسکار والا بننا۔ ادھار نہ لینا۔

(۴) سچائی۔ ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔ ماسٹر سنگھ صاحب نے بتایا کہ میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں۔ صرف (CONIFIDNTAL) چیز میں جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔

پنچ شیل

ماسٹر پانڈے جی نے بتایا کہ دکھ کی وجہ چیزوں کی کمی ہے سکھی رہنے کے لیے پنچ شیل ضروری ہیں۔

(۱) شالینتا (نرمی کا برتاؤ) یہ بنا مول ملتی ہے۔ اس سے سب کچھ خریدا جا سکتا ہے اس سلسلے میں ماسٹر پانڈے جی نے رام چندر جی، ڈاکٹر راجندر پرشاد وغیرہ کی مثالیں پیش کیں۔

(۲) شرم شیلتا (محنت کرنا) انسان کو محنتی ہونا چاہیے۔

(۳) میت ویتیا (کفایتی ہونا) انسان کو اپنی ضروریات کو کم کرنا چاہیے۔

(۴) سو ویوستھا (اچھا انتظام کرنا) اسکول کی صفائی وغیرہ کرانا۔

(۵) سہکاریتا (آپس میں میل جول) آپس میں مل جل کر رہنا چاہیے۔

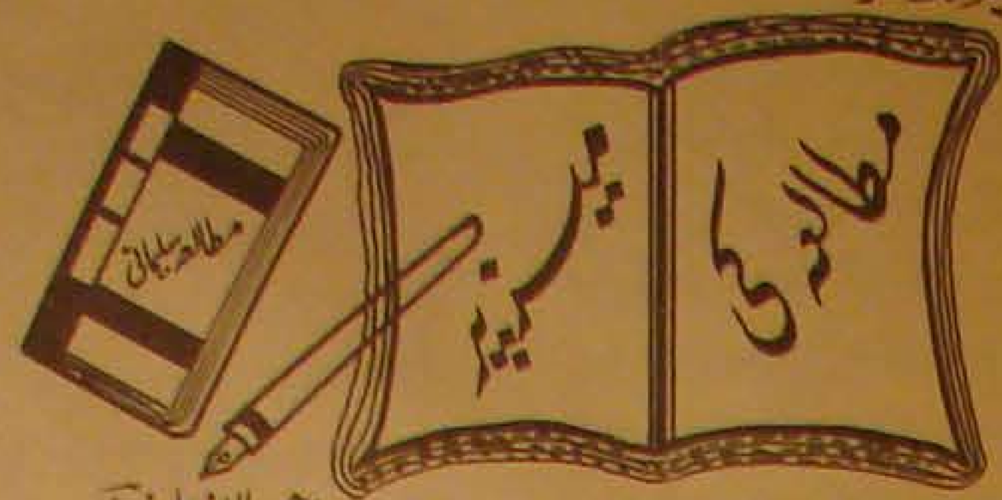

— محمود الازہار ندوی

مطالعہ سلیمانی

مرتبہ: مسعود الرحمٰن خاں ندوی
محمد حسان خاں

ناشر: دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال
تعداد: ایک ہزار، صفحات ۶۰۰
قیمت ستّر روپے، سائز ۱۸×۲۲

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"حضرت سید صاحب اپنے خطوط کا آغاز مذکورہ آیت سے کرتے تھے۔ اور سید صاحب کے نام نامی سے منسوب اس مجموعہ مقالات کا بھی آغاز اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے کیا گیا ہے۔

یہ مجموعہ مقالات ۱۳تا۱۶ ستمبر ۱۹۸۵ء کو دارالعلوم تاج المساجد بھوپال میں سید صاحب کی ناقابل فراموش علمی وادبی، دینی وملی اور تحقیقی وفکری خدمات کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی صدارت اور مولانا محمد عمران خاں ندوی ازہری کی دعوت پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منعقدہ بزم سلیمان کے مقالات پر مشتمل ہے جو زیادہ تر علوم و فنون سلیمانی کو اجاگر کرنے کے لئے وقف تھے، ان مقالات کی تعداد پچاس بتائی گئی ہے۔

اس بزم میں دینی وعصری اور تحقیقی وتصنیفی اداروں کے ممتاز علماء اور اسکالر شریک ہوئے تھے ان اداروں میں دارالمصنفین اعظم گڈھ ندوۃ العلماء لکھنؤ، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، جواہر لال یونیورسٹی دہلی جیسی دانشگاہیں اور اہم شخصیات میں —

ہرایکسلنس عمر دموسی سفیر مصر متعینہ ہند، جناب سید ہاشم علی وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ، جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰن ناظم دارالمصنفین اعظم گڈھ، پروفیسر خلیق احمد نظامی علیگڈھ مسلم یونیورسٹی قابل ذکر ہیں۔

اس مجموعہ میں سید سلیمان ندوی کی علمی وتحقیقی کاوشوں پر رہنما مقالات وخطبات پیش کئے گئے ہیں۔ مقالات کو مختلف عناوین کے تحت مرتب کیا گیا ہے، علوم وفنون سلیمانی پر نظر، نقیبات، تاریخ نگاری، تحقیق وتنقید، لسانیات، تہذیب وتمدن، ادب وشاعری، صحافت، طب، تصنیفات سلیمانی تبصرہ وتعارف

ودیگر نگارشات، اردو، عربی، ملی سیاسیات و تحریکات، سیرت وشخصیت، سلوک اور معرفت دارالاقبال بھوپال، بارگاہ سلیمانی میں، معاصرین سے ربط، اور سب سے آخر میں اختتامیہ اور اشاریہ ہے۔

مذکورہ بالا اہم شخصیات کے علاوہ مولانا محمد رابع ندوی مولانا ابوالعرفان خاں ندوی، مولانا مجیب اللہ ندوی، محمد فضل الرحمٰن ندوی، محسن عثمانی ندوی، محمد راشد ندوی، حبیب ریحان ندوی ازہری، محمد یٰسین مظہر صدیقی، بشیر الحق، ابوالبقا ندوی، عبداللطیف اعظمی، اقبال انصاری، سید ابراہیم ندوی، سید احتشام احمد ندوی، محمد عمیر الصدیق ندوی، منصور نعمانی ندوی، عبیداللہ کوثی ندوی، شفیق احمد ندوی، حمید اللہ ندوی، ضیاء الدین اصلاحی، عبیداللہ فہد، ظفر الاسلام عبدالباری، سید حامد حسینی اختر، سعید خاں، سید عارف عزیز، سید محمد ہاشم، سید ظل الرحمٰن، ابو علی اثری، ریاض الرحمٰن خاں شیروانی، سید احمد عروج قادری، کبیر احمد جائسی، خورشید نعمانی ردولوی، سید یوسف کمال بخاری، محمد صلاح الدین عمری، نثار احمد فاروقی، سید حسین، غلام محمد، عبدالقوی دسنوی، سید عابد علی وجدی حسینی، محمد یوسف کوکنی عمری، سید حشمت علی ہیں اور روداد بزم سلیمان اقبال احمد انصاری کے قلم سے۔

اس مجموعہ مقالات میں ان تمام سیناروں میں پیش کئے گئے مقالات اور اصحاب مقالہ کی مکمل فہرست آگئی ہے۔ جو سید صاحب سے متعلق برصغیر کے مختلف مقامات اور اس کے علاوہ جگہوں پر منعقد ہوئے، ان میں کراچی دہلی، بھوپال، پٹنہ، علیگڈھ قابل ذکر ہیں۔ اس لحاظ سے سید صاحب سے متعلق ایک قابل استفادہ فہرست آگئی ہے۔ جو اس مجموعہ کی اہمیت کو دوچند کرتی ہے۔

یہ مجموعہ مقالات وقیع بھی ہے اور ضخیم بھی، پراز معلومات بھی ہے اور جاذب نظر بھی، اس میں تنقید و تبصرہ بھی اور ملی سیاسیات و تحریکات کا ذکر بھی نقیبات کے ساتھ شعر و شاعری بھی ہے، اس میں ادبی چاشنی و شیرینی بھی ہے اور سلوک و معرفت کے تذکرے بھی اور دارالقضاء بھوپال کے فیصلے بھی، جو سیرت النبی کے عقیدت مند، خطبات مدراس

کے محقق، سیرت عائشہ کے مصنف، عمر خیام کے مرتب اور ارض القرآن کے مولف کے شایان شان ہے، جو اپنی بوقلمونی کی آئینہ دار ہے۔

اس لحاظ سے یہ مجموعہ مقالات سید صاحب کی علمی تصنیفی اور تالیفی نفاست اور حسن ذوق و نظم و ترتیب کا ایک جاوداں نمونہ ہے۔ جو ظاہری و باطنی دیدہ زیبی اور کتابت و طباعت کے اعلی معیار پر ہے جو ادارہ تاج المساجد کے کارکنان اور مرتبین کے خلوص اور حسن عمل و ذوق کا مظہر ہے۔ اور بلاشبہ اسے سلیمانیات میں ایک قابل قدر اضافہ کہا جا سکتا ہے۔

مجلہ تہذیب:-

مدیر: اسعد اعظمی

شائع کردہ انجمن تہذیب البیان جامع عربیہ مئو، اعظم گڈھ، صفحات ۱۴۸

زیر نظر شمارہ طلبا جامعہ عالیہ عربیہ مئو کا دینی وادبی ترجمان ہے اور جلد نمبر ۱ ہے۔ جس کے مدیر اسعد اعظمی ہیں۔ یہ تین زبانوں پر مشتمل ہے، اردو عربی، اور انگریزی۔ اس میں اکثر و بیشتر طلبار کے مضامین ہیں۔ مجلہ کو تحقیق

زیلی عناوین کے ساتھ مضامین کو ترتیب دیا گیا ہے۔ جو حسن ترتیب و انتخاب مضامین کا ایک نمونہ ہے اور طلبار کی محنت وجانفشانی قابل ستائش ہے۔

ندائے فضلاء:-

مدیر: جمیل احمد نذیری، احمد الراشد مبارکپوری

پتہ: منیجر دو ماہی ندائے فضلاء مبارکپوری اعظم گڈھ صفحات ۶۴

سالانہ زر تعاون ۲۵ روپے فی شمارہ ۵/۴ نادیۃ الفضلاء مبارکپور کا دینی وعلمی ترجمان ہے زیر نظر شمارہ جلد ۱ کا شمارہ نمبر ۱ ہے اس کا مقصد صحافت وتصنیف وتالیف کے میدان میں افراد تیار کرنا اور صحافت کے موثر ذریعہ تبلیغ کو دعوت دین کے لئے استعمال کرنا اور صحافت اور تالیف کے ذریعہ سے اسلام اور مسلم دشمن طاقتوں کی طرف سے جو حملے ہوتے رہتے ہیں ان کا مقابلہ کرنا اور اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں ان کا ازالہ کرنا ہے۔ مضامین کا انتخاب و ترتیب بہتر ہے اور مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

تاریخ و مذہب کی روشنی میں

مرتب: حضرت مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی

مقدمہ نگار: مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

عہد خلافت راشدہ پر جامع تبصرہ۔ اسلام کے عروج کا سنہری زمانہ دشمنان اسلام کی تفرقہ انگیز سازشیں۔ جامع قرآن حضرت عثمانؓ کے خون کے قطرے قرآن کریم پر۔ فرزندان اسلام کی خونریزی کا آغاز۔ تاریخ اسلام کا پہلا بادشاہ۔ حضرت معاویہ کی وفات اور یزید کی جانشینی حضرت امام حسینؓ کا اعلان حق۔ کوفیوں کی غداری۔ حضرت امام کی بے مثال قربانی راہ حق میں حضرت امام کا امت مسلمہ کے نام پیغام۔ ناکامی کیوں ہوئی، صحابہ کرام کے اختلافات کی نوعیت۔ آسمان نبوت کے ستاروں کے دامان تقدس کی پاکی و تابناکی۔ ان موضوعات پر تاریخ و حدیث کی بنیادوں پر محققانہ بحث کی گئی ہے جس سے حضرت امام کی شہادت کی اصل حیثیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اور دشمنان اسلام کی سازشیں بے نقاب ہو جاتی ہیں۔ اپنے موضوع پر جدید و منفرد کتاب۔ صفحات ۱۸۰ طباعت و کاغذ اعلی مجلد مع ڈسٹ کور قیمت پندرہ روپے، علاوہ محصولڈاک۔

مصنف کی دوسری کتابیں

قاموس القرآن — قرآن کریم کی مختصر انسائیکلوپیڈیا — مجلد

سیرت طیبہ — سیرت نبوی پر ایک شاہکار کتاب — مجلد ۱۴/-

بیان اللسان — عربی قدیم وجدید کی مکمل ڈکشنری مطبوعہ آفسٹ — مجلد اعلیٰ

مکتبہ علمیہ - قاضی منزل - قاضی اسٹریٹ میرٹھ (یوپی)

MARTABA, ILMIA, QAZI, STREET, MEERUT

ندوہ کے شب و روز

انتخاب عالم

(۱) نئے سال میں طلبار کی علمی سرگرمیاں
(۲) النادی العربی کا افتتاح۔
(۳) جمعیۃ الاصلاح کا افتتاح۔
(۴) کلیۃ الشریعۃ کا ماہانہ مجلس مذاکرہ۔
(۵) کلیۃ الشریعۃ کی طرف سے فقہ اور خطابی کا مقابلہ، اور تقسیم انعامات۔

دارالعلوم کا تعلیمی سال شروع ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد عید الاضحیٰ کی چھٹی ہوگئی کچھ دنوں کے لیے پھر قدرے سناٹا چھا گیا۔ یہ چھٹیاں جو دو ہفتے کے لیے تھیں ختم ہوئیں اور پھر ساری علمی سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔ اس سال کتب خانہ تعلیمی اوقات کے علاوہ عصر اور مغرب بعد بھی کھلتا ہے اور با ذوق طلبار سے آباد و معمور رہتا ہے، درسی و غیر درسی کتابیں نکل رہی ہیں اور ہر ایک خاموشی کے ساتھ مطالعہ میں مشغول ہے۔

النادی العربی، جو طلبار کے اندر عربی تقریر و تحریر کا ملکہ پیدا کرنے کا شعبہ ہے ۲۲ر شوال المکرم کو اس کا بھی افتتاح ہوجاتا ہے، مکتبۃ الرائد میں عربی کتابیں نکلوانے کے لیے عصر بعد بھیڑ لگی رہتی ہے، درجوں میں ہفتہ واری عربی تقریروں کا پروگرام بھی شروع ہوچکا ہے، مقررین پوری تیاری کے ساتھ آتے ہیں اور خالص عربی لب و لہجہ میں تقریریں کرتے ہیں۔ النادی العربی کا یہ پروگرام بحسن و خوبی انجام پا رہا ہے النادی کے اراکین کے اسمار حسب ذیل ہیں:

(۱) امین اللجنۃ الخطابیۃ (بزم خطابت کے سکریٹری) برہان الدین
(۲) امین اللجنۃ الثقافیۃ (بزم ثقافت کے سکریٹری) عبدالرزاق
(۳) مکتبۃ الرائد کے انچارج ثناء اللہ
امناء الصفوف (مختلف درجات کے سکریٹری):

تخصص اول: ولی اختر، نائب: حبیب احمد
فضیلت اول: کمال اختر، نائب: قرآن احمد

عالیہ رابعہ شریعۃ: انتخاب عالم، نائب: وصی احمد
" " ادب: شفیق احمد " : سہیل احمد
عالیہ ثالثہ شریعۃ: ثناء اللہ۔ " : مجیب الرحمٰن

عالیہ ثانیہ شریعۃ: فیروز عطار، نائب: محمد سہراب۔
عالیہ اولیٰ: احتشام الحق، نائب: شاہد جمال
ثانویہ خامسہ: محمد اجمل۔ " خالد بیگ، مسعود یحییٰ، خالد خاں۔
ثانویہ رابعہ: حبیب الرحمٰن، نائب: پرویز کوثر، عمران خان، ابوبکر ہارون، عبدالرحمٰن، سعید الرحمٰن
اعدادیہ: روح اللہ۔

جمعیۃ الاصلاح کا افتتاح

اس سال قدرے تاخیر کے ساتھ طلبار دارالعلوم کی سب سے بڑی انجمن، ان کی علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز جمعیۃ الاصلاح کے اراکین کے انتخاب کا کام عمل میں آیا، طلبار نے سنجیدگی کے ساتھ اپنے اپنے درجوں سے دو دو رکن کا انتخاب کیا، پھر منتخب اراکین نے اپنے میں سے ایک کو ناظم اور ایک کو نائب صدر منتخب کیا، اس کے بعد دوسرے عہدہ داروں کا انتخاب ہوا جن کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) نائب صدر، منصور عالم
(۲) ناظم: انوار عالم، نائب: سہیل احمد
(۳) معتمد بزم خطابت: انتخاب عالم، نائب: ذاکر حسین۔
(۴) معتمد بزم سلیمانی: امین بستوی، نائب: شفیق عالم۔
(۵) معتمد بزم ثقافت: مظفر حسین کشمیری
(۶) معتمد صحافت: مشہود السلام
(۷) محاسب: کمال احمد
(۸) معتمد مالیات، انکشاف احمد
(۹) معتمد دارالکتب: مصلح الدین، نائب خالد فیصل۔
(۱۰) معتمد دارالاخبار: محمد سہراب، نائب: صبغۃ اللہ،
اراکین: محمد اجمل اعظمی، محمد ہارون، عبدالوحید

اس تشکیل نو کے بعد ۲۸ر ذی الحجہ کو الاصلاح کا افتتاح مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی کی صدارت میں ہوا۔ مغرب کے بعد ہال کھلتا ہے نئے پرانے سبھی طلبار کے سامنے اس سال پہلی مرتبہ ہال کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد نونہالان ندوہ کی میٹھی اور سُریلی آوازیں ترانۂ ندوہ سے پورا ہال گونج اٹھتا ہے۔

اس کے بعد ناظم جمعیۃ الاصلاح محمد انوار عالم نے اپنا افتتاحی مقالہ پیش کیا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

بانیان ندوہ نے ہندوستانی مسموم فضا، فکری کجروی، علمی بے راہ روی، نصاب تعلیم کی ناہمواری کے عقدۂ لاینحل کے لیے جس عقدہ کشا کنجی کو تلاش کیا تھا وہ قیام دارالعلوم ندوۃ العلماء تھا۔ جو کچھ بانیان ندوہ نے سوچا اور سمجھا تھا وہ صرف دارالعلوم ہی نہ تھا بلکہ ان کے انہیں عظیم خوابوں کی تعبیر ان کے ارمانوں کا بہترین مظہر ان کے افکار و خیالات کا صحیح ترجمان "جمعیۃ الاصلاح" ہے۔ ندوہ جن بلند تخیلات، پاکیزہ افکار اور عظیم مقاصد کو لیکر آگے بڑھا اس کی تربیت گاہ یہی جمعیۃ الاصلاح ہے۔ جو چیز ندوۃ العلماء کو دوسرے اداروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہی جمعیۃ الاصلاح اور اس کے افادی اثرات ہیں۔ جہاں فرزندان ندوہ کے فکر و عمل کا اصل خمیر تیار ہوتا ہے۔

جہاں علم و ادب اور معرفت الٰہی کی فضائیں ڈھلتی ہیں ان کے افکار نکھرتے ہیں اور انکی پوشیدہ صلاحیتیں ابھرتی ہیں۔ علوم اسلامیہ کے جوئے شیر کا فرہاد سید سلیمان ندوی معروف و مشہور حقیقت پسند اور معتدل مزاج ناقد عبدالسلام ندوی سے لیکر جتنے بھی فضلار ندوہ ہیں، وہ سب اسی جمعیۃ الاصلاح کے منت کش احسان ہیں، جو یہاں سے علم و ادب کے سانچے میں ڈھلکر نکلے اور نہ صرف گلشن ہند کی آبیاری میں مصروف عمل رہے۔ بلکہ انہوں نے عالم اسلام کی علمی و فکری بیداری میں بڑا اہم رول ادا کیا، اور دشمنان اسلام سے اپنی قلمی نبرد آزمائی کے ذریعہ اپنی اسلامی غیرت و حمیت ثابت کردی۔ ... ...

اس کے بعد صدر محترم جو اس الاصلاح کے سابق ناظم رہ چکے ہیں، اپنے مشاہدات، تجربات اور مفید مشوروں سے طلبار کو نوازا، آپ نے فرمایا: ہمارے ملک کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں طلبار کی یونین ہڑبازی اور تخریب کاری کا اڈہ ہوتی ہے جہاں طلبار توڑ پھوڑ اور ہڑبونگ مچانے کے علاوہ کچھ نہیں سیکھتے، حالانکہ جن کی پیروی میں وہ یہ سب کچھ سیکھتے اور کرتے ہیں۔ وہ (اہل یورپ) اس سے قطعاً مختلف ہیں۔ میں نے خود یورپ کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں طلبار کی یونین کو دیکھا ہے جو ڈسپلن اور نظم و ضبط کی مثال ہیں۔ مجھے کئی دفعہ وہاں یونین کا چناؤ دیکھنے کا اتفاق ہوا، نہ کوئی شور ہے نہ ہنگامہ، ہر کام اپنے طرز پر ہو رہا ہے، دو بیلٹ بکس لاکر رکھ دیے گئے ہیں، دونوں امیدوار اپنا اپنا منشور پیش کرتے ہیں۔ لوگ سنجیدگی سے آکر ووٹ ڈال دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں —— لیکن ہماری یہ الاصلاح نہ صرف ڈسپلن اور نظم و ضبط میں اپنی مثال آپ ہے بلکہ اپنے نصب العین، مقاصد اور اپنے کارناموں کی وجہ سے دنیا میں ایک مقام رکھتی ہے۔ جو طلبہ کے اندر ہر طرح کی تعمیری صلاحیت پیدا کرتی ہے اور انھیں تہذیب و ثقافت اور علم و ادب سے مالامال کرتی ہے

مولانا اور بھی اپنے بہت سے تجربات و مشاہدات سے طلبار کی معلومات میں اضافہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مسجد کے مناروں سے عشا کی نماز کے لیے مؤذن نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی، اور جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

اب الاصلاح کے تمام شعبے کھل چکے ہیں اور ہر شعبہ کا ذمہ دار اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔

کلیۃ الشریعۃ کا ماہانہ مجلس مذاکرہ اور تقسیم انعامات

اور پھر وہ مبارک و مسعود گھڑی بھی آپہنچی جس کے لیے بہت سے دل بے قرار تھے، اپنی کاوشوں کا ثمرہ اور سخت محنت کا نتیجہ آج ان کے سامنے آنے والا تھا، اس لیے وقت سے پہلے ہی ہال کھچا کھچ بھر گیا پہلے تو کلیۃ الشریعۃ کی طرف سے ماہانہ مجلس مذاکرہ میں مولانا سلمان حسینی ندوی صاحب نے تصوف کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا جو دراصل پاکستان کے ایک سیمینار میں پڑھنے کے لیے تیار کیا گیا تھا، مقالے کے بعد کچھ سوالات بھی ہوئے اس کے بعد ان خوش نصیب طلبار کے درمیان انعامات تقسیم کیے گئے، جنہوں نے فقہ اور خطابی کے مقابلوں میں شرکت کی تھی، جن خوش نصیب طلبار نے انعامات حاصل کیے ان کے نام حسب ذیل ہیں:

مقابلہ فقہ

علیا: کفیل احمد (اول) عبداللطیف (دوم)
وسطیٰ: محفوظ الرحمٰن جاوید (اول) شفیق احمد (دوم) حبیب الرحمٰن (سوم)
سفلیٰ: فہیم اختر (اول)، رضوان الحق (دوم) عزیز احمد (سوم)

مقابلہ خطابی

شکیل احمد (اول) زین الحسن (دوم)

جدید مطبخ کا افتتاح ایک زمانہ سے ایک ہی مطبخ چل رہا تھا جہاں سے اجتماعی

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

بقیہ: عالم اسلام صفحہ ۹ سے آگے

زیادہ فیصد آبادی سکم میں ۱۷ر۲۸ فیصد بودھ اور راجستھان میں ۸۲ر۱ فیصد جین ہے۔ بعض صوبے تو ایسے ہیں جہاں بودھ اور جین طبقے کے افراد یا تو بالکل ہی نہیں ہیں یا پھر ان کی آبادی قابل ذکر نہیں ہے۔ اس کے برعکس ہندو مسلم عیسائی اور سکھ آبادی لکشدیپ کو چھوڑ کر سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔

ہندو آبادی سب سے کم لکشدیپ میں ہے۔ ۴۷ر۴ فیصد مسلم آبادی سب سے کم ہماچل پردیش اور ہریانہ میں ۰۹ر۰ فیصد سکھ آبادی سب سے کم کیرلا، تامل ناڈو، تری پورہ، دادرا میں ۰۱ر۰ فیصد بودھ آبادی سب سے کم پانڈیچیری ہریانہ، راجستھان میں ۰۱ر۰ فیصد اور جین آبادی سب سے کم اروناچل پردیش ۰۱ر۰ فیصد ہے۔

اب ایک نظر اس گوشوارے پر بھی ڈالیں جس سے ملک کی کل آبادی مختلف طبقوں کی روشنی میں نمایاں ہوتی ہے۔ اس گوشوارے سے مختلف طبقوں کی فیصد آبادی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ الغرض گوشواروں کے پیش نظر مختلف اقلیتی طبقوں کے فیصد اضافے کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ اقلیتی طبقے چاہے وہ مسلم ہوں یا عیسائی، سکھ ہوں یا بدھ اور جین۔ اس ملک میں ان کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور یہ اضافہ ان کے استحقاق اور خوشگوار زندگی کے تقاضوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

فرقوں کی فیصد آبادی

فرقے	آبادی	اضافہ
ہندو	۵۴۹،۷۷۹،۴۸۱	۸۲٫۶۴
مسلم	۷،۵۵،۱۲،۴۳۹	۱۱٫۳۵
عیسائی	۱،۶۱،۶۵،۴۴۷	۲٫۴۳
سکھ	۱،۳۰،۷۸،۱۴۶	۱٫۹۶
بدھ	۴۷،۱۹،۷۹۶	۰٫۷۱
جین	۳۲،۰۶،۰۳۸	۰٫۴۸
دیگر	۲۷،۶۶،۲۸۵	۰٫۴۲
لامذہب	۶۰،۲۱۷	۰٫۰۱
کل	۶۶،۵۲،۸۷،۸۴۹	۱۰۰٫۰۰

خاص مذہب سے متعلق طبقے	اضافہ فیصد ۱۹۵۱-۶۱	اضافہ فیصد ۱۹۶۱-۷۱	اضافہ فیصد ۱۹۷۱-۸۱
کل آبادی میں اضافہ	۲۱٫۵۱ فیصد	۲۴٫۸۰ فیصد	۲۴٫۶۹ فیصد
ہندو	۲۰٫۲۹ "	۲۳٫۶۹ "	۲۴٫۱۵ "
مسلم	۲۵٫۶۱ "	۳۰٫۸۵ "	۳۰٫۵۹ "
عیسائی	۲۷٫۳۸ "	۳۲٫۶۰ "	۱۶٫۷۷ "
سکھ	۲۵٫۱۵ "	۳۲٫۲۸ "	۲۶٫۱۵ "
بودھ	۱۶٫۷۰ "	۱۷٫۲۰ "	۲۲٫۵۲ "
جین	۲۸٫۱۷ "	۲۳٫۲۹ "	۲۳٫۶۹ "

بقیہ افغانستان صفحہ ۷ سے آگے

سے وہ اندھا دھند روسی بمباری کا تقریباً روزانہ ہی نشانہ بنتے رہتے ہیں اور جس کی وجہ سے پورا افغانستان ملبہ کا ڈھیر اور ویرانہ نظر آتا ہے روس کی طرف سے بیرونی عدم مداخلت کی شرط ہر طرح اس کے حق میں جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جب تک چاہے افغانستان میں اپنی جارحیت و بربریت جاری رکھ سکتا ہے اور اس کا بہانہ بنا کر آئندہ بھی جب چاہے افغانستان میں مداخلت کر سکتا ہے۔

دوسری طرف مداخلت کے اس فرضی افسانہ سے اپنے سیاسی حریفوں کو بدنام بھی کر سکتا ہے چنانچہ روسی بلاک بلکہ متعدد ناوابستہ ممالک بھی اس روسی الزام کو دہرا کر افغانستان کے حق میں آواز اٹھانے سے باز رہتے ہیں۔ بہرحال موجودہ صورت حال میں روسی رویے میں کوئی خاص فرق اور بہتری نظر نہیں آتی البتہ مجاہدین کی سرگرمیوں اور پیش قدمیوں میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے جس سے امید بندھتی ہے کہ انشاء اللہ مستقبل قریب میں روس کو اپنی جارحیت سے باز اور کسی باعزت سمجھوتہ کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔

والأمر بيد الله

بقیہ: شب و روز صفحہ ۱۴ سے آگے

کھانا تیار کر کے طلبار کے لیے ملازموں کے ذریعہ کمروں تک پہنچا دیا جاتا تھا، مگر کثرت تعداد نے بعض انتظامی امور میں پریشانیاں و دشواریاں پیدا کر دی تھیں۔ ذمہ داران دارالعلوم ندوۃ العلماء متفکر تھے کہ اس کا حل کیا ہو! الحمد للہ جب دار تحفیظ القرآن کی جدید عمارت ضروری حد تک مکمل ہوئی تو اسمیں حفظ کے طلبار کو منتقل کر دیا گیا۔ پھر دارالعلوم کے طلبار کا مطبخ دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تاکہ طلبار کو امکانی حد تک مناسب اور بہتر کھانا دیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کے وسائل میں برکت عطا فرمائے تاکہ طالبان علم نبوت کی مہمان نوازی خاطر خواہ ہو سکے۔ ....

جس سے چمن افسردہ ہو....

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شئی کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
مقصود ہنر سوز حیات ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثل شرر کیا
جس سے دل دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا
شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ باد سحر کیا
بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا
—— علامہ اقبالؒ

براہ کرم جواب طلب امور کے لئے جوابی خط ارسال کریں نیز حوالہ خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔ (منیجر)

اسے بھی ضرور پڑھ لیجیے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی یادگار تصنیف "پرانے چراغ حصہ دوم" سے سید عبدالرب صوفیؒ اور ان کے کلام کے تعارف کے لئے چند اقتباسات "مرحوم (صوفی صاحب) دین میں مداہنت اور مروت کے بالکل قائل نہ تھے، اور کسی بات کو حق سمجھ لینے کے بعد اس سے ایک قدم پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ تھے، الفرقان میں ان کا کلام برابر شائع ہوتا رہتا تھا...... اشعار کی روانی اور برجستگی، ترکیب و بندش کی چستی اور اصناف شاعری پر قدرت میرے لئے ایک نیا انکشاف تھا، وہ غزل، قصیدہ، نظم، مثنوی سب کہتے تھے اور ان کے اس جوہر کے مجذوب صاحب اور جگر صاحب بھی قائل تھے...... مجاہدین کے تذکرہ میں ان کی تیغ زبان کا جوہر اور واقعات کے بیان میں قوافی لشکر کی طرح امڈتے نظر آتے ہیں...... ان کے کلام پر مفصل تبصرہ، ان کے محاسن شاعری کا اظہار اور ان کی زندگی کے اس پہلو کا اجاگر کرنا اور اس کے ساتھ انصاف کسی اور فرصت اور بہتر صلاحیت کا طالب ہے۔ (پرانے چراغ حصہ دوم)

کلام صوفیؒ مجلد از سید عبدالرب صاحب قدس سرہٗ قیمت ۳۰/۰۰ (بیرون ۴۵/۰۰)

تحریک ایمان تبلیغی جماعت کا منظوم تعارف از سید عبدالرب صاحب صوفی قدس سرہٗ قیمت ۳/۰۰

اہم سفر سفر آخرت کی فکر دلانے والے مضامین و مسائل قیمت ۵/۰۰ روپے

دعائیں اور اسلامی آداب ہر موقع کی مسنون دعائیں اور ضروریات زندگی کے اسلامی آداب قیمت ۵/۰۰ روپے

روزی میں برکت اور بلاؤں سے حفاظت کے لئے آسان رزق ۳/۰۰ آسمانی روزی ۲/۰۰ راہ امن ۱/۰۰

تذکرہ حضرت مصلح الامتؒ مجلد حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ قدس سرہٗ کی سوانح حیات۔ قیمت ۳۰/۰۰

مکاتیب اسلامیہ کے مدرسین کے لیے کچھ ہدایات اور ضروری قواعد و تجوید ۱/۵۰

گجراتی زبان سکھانے والی دینی کتابیں گجراتی تختی ۱/۰۰ ایمان والی پوتھی ۳/۰۰ اسلامی پہلی چوپڑی ۵/۰۰ اقراء (عربی) قاعدہ اول و دوم ۵/۰۰

ملنے کا پتہ: (۱) محمد یونس صدیقی۔ مدرسہ دعوۃ الحق، کڈی، اتر گجرات
(۲) الفرقان بک ڈپو۔ ۳۱، نیا گاؤں مغربی نظیر آباد لکھنؤ